PDFBOOKSFREE.PK

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

پیارے دوستو!

عنبر ناگ ماریا سیریز کے خاص نمبر "غیبی لاش"
کو پسند کرنے کے خطوط ابھی تک مجھے مل رہے ہیں۔ میں اپنے ان تمام
دوستوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے "غیبی لاش" کو
پڑھا۔ اسے بے حد پسند کیا اور مجھے اپنا قیمتی وقت نکال کر خط لکھے۔
ان کے خط بھی میرے لیے بڑے قیمتی ہیں۔ اور میری بڑی حوصلہ
افزائی ہوتی ہے۔ انشاءاللہ میری ہمیشہ یہی کوشش ہوگی کہ میں آپ
دوستوں کے لیے دلچسپ، بہترین، معلوماتی اور پُراسرار ناول لکھتا رہوں۔
عنبر ناگ ماریا کی ایک سو چھتیسویں قسط لے کر آپ کی خدمت میں حاضر
ہو رہا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ آپ کو اس سلسلے کی یہ قسط بھی پسند
آئے گی۔ آپ کے خط کا انتظار رہے گا۔

آپ کا انکل
اے حمید

۴۵۶۔ این راہ چمن۔ سمن آباد۔ لاہور

قیمت: ۵۰/-

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

ماریا کی خودکشی
ابراہم کی آواز
جنم جنم کی دوری
کنکال کی تلاش
باپ کی خوشبو

ماریا کی خودکشی

تھیوسانگ کو یقین تھا کہ پالی ٹھیک کہہ رہی ہے۔ اگر وہ برازیل کے وسطی میدانوں کے کھنڈرات میں نکل جائے جہاں پرانی مایا تہذیب کے ویران کھنڈر بکھرے ہوئے ہیں۔ اور جہاں مایا دیوی کا مندر ہے اور اس دیوی کے گلے میں ایسے سیاہ موتی ہیں۔ تو ناگ کا معمہ حل ہو سکتا ہے اور ممکن ہے کہ وہاں ناگ بھی مل جائے۔ یہ سوچ کر تھیوسانگ نے مایا دیوی کے قدیم مندر میں جانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے پالی سے کچھ اور معلومات حاصل کیں اور ایک روز گھوڑے پر سوار ہو کر برازیل کے وسطی علاقے ماؤنٹ گاسو کی طرف روانہ ہو گیا۔

تھیوسانگ کو یہاں چھوڑ کر ہم واپس اسی ملک برازیل کے شہر الیگری کی طرف چلتے ہیں۔ جہاں ماریا کا نے جاگیردار کی حویلی کے باغیچے والی کوٹھڑی میں زنجیروں میں جکڑی قید میں پڑی تھی۔ لیکن اس وقت سری لنکا کی سمندری چٹانوں کے نیچے جل پری کی حیثیت سے زندہ ہے اور عنبر بھی اسی سمندر کی تہہ میں پانڈو ڈاکو کے روپ میں ایک

پتھر کی سِل کے ساتھ زنجیر سے بندھا بے بسی کی حالت میں پڑا تھا۔ لیکن ہم پہلے ماریا کی طرف چلتے ہیں۔ ماریا اور تھیوسانگ اس وقت ایک ہی ملک یعنی برازیل میں تھے۔ برازیل اتنا بڑا ملک ہے کہ اس کے اندر چار ہندوستان جتنے بڑے ملک سما سکتے ہیں۔ ایمزان برازیل کا سب سے بڑا دریا ہے اور اسے دنیا کا بھی سب سے بڑا دریا کہا جاتا ہے۔ ایمزان کے جنگل ہزاروں مربع میل کے علاقے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور یہ جنگل اتنے گہرے ہیں کہ دن کے وقت بھی سورج کی روشنی یہاں کم پہنچتی ہے۔ ان کے دریاؤں اور جھیلوں میں مگرمچھ پھیلے ہوتے ہیں۔ اور دلدلوں میں زہریلے سانپ اور بچھو رینگتے رہتے ہیں۔ یہاں کے جنگلی لوگوں کو بھی ریڈ انڈین کہا جاتا ہے۔ یہ اتنے وحشی اور ظالم لوگ ہوتے ہیں کہ ان کے علاقے میں کوئی اجنبی آ جائے۔ تو اسے زہریلے تیر مار کر ہلاک کر دیتے ہیں۔ ان جنگلوں کے پار برازیل کا وسطی علاقہ ہے۔ جہاں خشک بنجر زمین کا ایک بہت بڑا میدان ہے جہاں اونچی نیچی سنگلاخ پہاڑیاں ابھری ہوئی ہیں۔ اس اونچے نیچے میدان میں ایک جگہ اہرام بنے ہوئے ہیں۔ ان اہراموں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ مصری اہراموں سے بھی زیادہ پرانے ہیں۔ اس مقام پر ایک جگہ زمین پر کئی میلوں کے گھیرے میں ایک بہت بڑا خلائی اڈہ نظر آتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس جگہ ہزاروں برس پہلے خلا

سے کسی خلائی مخلوق کے خلائی جہاز اترا کرتے تھے۔ اسی خلائی اڈے کے بارے میں پالی نے تھیوسانگ کو بتایا تھا کہ یہاں ایک خلائی باشندہ خدا جانے کس لیے ایک خلائی جہاز سے بچھڑ کر رہ گیا تھا اور وہ اب تک زندہ ہے اور سنگلاخ پہاڑیوں میں چھپا پھرتا ہے۔ مایا دیوی کا مندر بھی اس خلائی اڈے کے قریب ہی تھا۔ تھیوسانگ کی منزل یہی مایا مندر تھا۔

دوسری طرف ماریا کو کانے جاگیردار نے دو دن کی مہلت دے رکھی تھی کہ اگر دو دن کے اندر اندر اس نے کانے جاگیردار سے شادی کرنے کا فیصلہ نہ کیا تو اس سے زبردستی شادی کر لی جائے گی۔ ایک تو ماریا غیبی حالت میں نہیں تھی۔ دوسرے اس کی طاقت بھی معطل ہو گئی تھی۔ اگرچہ وہ مر نہیں سکتی تھی۔ مگر اس کا اسے کوئی فائدہ نہیں تھا۔ وہ کانے جاگیردار سے کسی حالت میں بھی شادی کرنے پر راضی نہیں تھی۔ لیکن کانے جاگیردار نے ماریا کو سونے کے سکے دے کر خریدا تھا اور وہ اس کی لونڈی تھی۔ وہ اس کے ساتھ جو چاہے سلوک کر سکتا تھا۔ ماریا نے دیکھ لیا تھا کہ وہاں لونڈیوں پر، غلاموں پر بے حد ظلم ہوتا تھا۔ انہیں کوڑوں سے مارا جاتا تھا۔ بیمار پڑتے تو علاج کی جگہ انہیں اٹھا کر کوڑے کرکٹ کے ڈھیروں پر مرنے کے لیے پھینک دیا جاتا تھا۔ ماریا سخت پریشانی کی حالت میں تھی کہ وہ کیا کرے؟ وہاں سے کیسے فرار ہو؟

وہ کوٹھڑی میں بند تھی۔ اس کے پاؤں میں زنجیر ڈال کر اسے ایک ستون سے باندھ دیا گیا تھا۔ ایک بوڑھی لونڈی اسے دن میں دو بار کھانا دینے آتی تھی۔ یہ بوڑھی عورت گونگی بہری تھی اور اسے جان بوجھ کر رکھا گیا تھا کہ ماریا اس سے کوئی ساز باز نہ کر سکے۔ جب مہلت میں ایک گھنٹہ باقی رہ گیا تو ماریا سخت بے چین ہو گئی۔ اسے خوب معلوم تھا کہ کانا جاگیردار اس سے زبردستی شادی کرے گا۔ اور شادی بیاہ سے ماریا بہت دور تھی۔ اور اس کانے سے تو کبھی بھی شادی نہیں کر سکتی تھی۔

اچانک اس کے ذہن میں ایک ترکیب آگئی۔ اس نے زور سے دربان کو آواز دی جو باہر پہرہ دے رہا تھا۔ پہرے دار نے پوچھا کیا بات ہے؟ ماریا نے اسے کہا کہ آقا کو جا کر بتا دو کہ میں اس سے شادی کرنے پر راضی ہوں۔ اسی وقت کانے آقا کو پیغام پہنچا دیا گیا۔ وہ بڑا خوش خوش ماریا کے پاس آیا۔ اس کی زنجیر اتروا دی گئی۔

ماریا نے کہا۔

"آقا! میں تمہارے ساتھ شادی کرنے کو تیار ہوں مگر میری ایک شرط ہے۔ اگر یہاں کوئی جھیل ہو تو میں شادی سے پہلے اس میں غسل کروں گی۔"

کانے آقا نے مسکرا کر کہا۔

"بس یہی شرط ہے؟ یہ بھی کوئی شرط ہے؟ ہمارے شہر کے کونے پر ایک جنگل ہے۔ اس میں ایک پرانی جھیل ہے۔ میں خود تمہیں اس میں غسل کراؤں گا۔ میرے ساتھ تم ابھی چل سکتی ہو۔"

ماریا یہی چاہتی تھی۔ کانے آقا نے ماریا کو نیا جوڑا پہنایا۔ اسے اپنے ساتھ گھوڑے پر بٹھایا۔ ساتھ غلام لیے اور جھیل کی طرف چل دیا۔ یہ جھیل شہر الیگری کے کنارے پر سمندر سے ہٹ کر ایک چھوٹے سے جنگل میں واقع تھی۔ یہ بہت پرانی جھیل تھی اور اس کے کنارے اونچے اونچے درخت اُگے تھے۔ ایک جگہ گھاٹ بنا ہوا تھا۔ یہاں آکر کانا آقا اور غلام رُک گئے۔ ماریا کو گھوڑے سے اتار دیا گیا۔ ماریا نے کہا۔

"میں کپڑوں سمیت جھیل میں نہاؤں گی۔ تم لوگوں کو یہاں سے جانے کی ضرورت نہیں۔"

ماریا چاہتی بھی نہیں تھی کہ وہ لوگ وہاں سے جائیں۔ اس نے دل میں جو ترکیب سوچی تھی اس کے لیے ضروری تھا کہ وہ لوگ اسی جگہ رہیں۔ ماریا نے ان کے سامنے جھیل میں چھلانگ لگا دی۔ اسے معلوم تھا کہ وہ جھیل کے اندر مر نہیں سکتی۔ جتنی دیر تک چاہے زندہ رہ سکتی ہے۔ یہ اس نے سمندر میں تجربہ کر کے دیکھ لیا تھا۔ چنانچہ جھیل میں گرتے ہی وہ

نیچے تہہ میں چلی گئی۔ تہہ میں عجیب عجیب قسم کی گھنی جھاڑیاں تھیں۔ ان جھاڑیوں کو پکڑ کر اس نے جھیل کے دوسرے سامنے والے کنارے کی طرف رینگنا شروع کر دیا۔ کانا آقا اپنے غلاموں کے ساتھ جھیل کے باہر گھاٹ کے کنارے پر کھڑا تھا۔ جب ماریا کو جھیل میں کودے تین چار منٹ ہو گئے اور وہ پانی سے باہر نہ اُبھری تو اسے تشویش ہوئی۔ اس نے غلاموں کو پکار کر کہا۔

"کہیں ماریا ڈوب تو نہیں گئی۔ فوراً کود کر معلوم کرو۔"

اسی وقت چار غلام جھیل میں کود گئے۔ وہ جس وقت جھیل کی تہہ میں پہنچے اس وقت ماریا جھاڑیوں کی مدد سے جھیل کے درمیان میں کافی آگے نکل چکی تھی۔ غلاموں نے پانی کے نیچے جا کر اِدھر اُدھر دیکھا۔ بہت جلد اِن کے سانس ختم ہو گئے۔ اور وہ جلدی سے اوپر نکل آئے۔ ایک بار سانس لے کر پھر نیچے اُترے۔ اس بار بھی انہیں ماریا کہیں نظر نہ آئی۔ اِن کے سانس زیادہ لمبے ہو ہی نہیں سکتے تھے۔ کم از کم وہ ماریا کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ دو منٹ بعد سانس ختم ہونے لگے تو وہ فوراً پانی سے باہر آ گئے۔

باہر آ کر انہوں نے کانے آقا کو بتایا کہ نیچے ماریا کہیں بھی نہیں ہے۔ آقا تو ہکا بکا ہو کر رہ گیا۔ ایک بوڑھے غلام

نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ حضور! اس عورت نے ضرور خودکشی کر لی ہے۔ اب اس کی لاش تلاش کرنے کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ اس پرانی جھیل میں ایسی پرانی مچھلیاں رہتی ہیں جو لاش کو ایک منٹ میں چٹ کر جاتی ہیں۔ کانے آقا نے پھر بھی لاش کی تلاش جاری رکھی۔ مگر ماریا کی لاش نہ مل سکی۔ لاش جھیل میں ہوتی تو ملتی۔ مایوس ہو کر کانا آقا غلاموں کے ساتھ واپس چلا گیا۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کوئی عورت پانی میں چھلانگ لگانے کے بعد اتنی دیر تک زندہ رہ سکتی ہے۔

دوسری طرف ماریا پانی کے اندر ہی اندر تیرتی آگے ہی آگے بڑھتی چلی گئی۔ جھیل کا پاٹ کافی چوڑا تھا۔ اِسے دوسرے کنارے تک پہنچتے پہنچتے آدھا گھنٹہ لگ گیا۔ اس وقت شام کا اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔ ماریا نے سر باہر نکالا تو دیکھا کہ وہ کنارے کے قریب ہی ہے۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ کنارے سے باہر نکل آئی اور گھاس میں لیٹ کر لمبے لمبے سانس لینے لگی۔ ایک بات کی اسے تسلی تھی کہ کوئی اس کے پیچھے نہیں آئے گا۔ سب یہی سمجھ رہے ہوں گے کہ ماریا نے جھیل میں کود کر خودکشی کر لی ہے۔ اس لیے وہ بڑے اطمینان سے گھاس میں لیٹی رات کا اندھیرا پھیلنے کا انتظار کرتی رہی۔

جب رات ہو گئی اور جنگل میں اندھیرا پھیل گیا تو وہ اُٹھ کر بیٹھ گئی اور سوچنے لگی کہ کدھر جائے۔ اس کے کپڑے سوکھ گئے تھے جنگل میں گہرا سناٹا چھایا تھا۔ وہ برازیل کے اس بندرگاہی شہر سے بالکل ناواقف تھی۔ وہاں اس کا جاننے والا بھی کوئی نہیں تھا۔ کاش اس وقت تھیوسانگ اس کے پاس ہوتا۔ ماریا کو صرف اسی قدر معلوم تھا کہ برازیل ایک کم آباد نیم وحشی ملک ہے جہاں جاگیردار اور بڑے بڑے کھیتوں کے مالک حویلیوں میں رہتے ہیں۔ کالے حبشی غلاموں کو خرید کر ان سے جانوروں کی طرح اپنے کماد کے کھیتوں میں کام لیتے ہیں۔ اگر اسے بھی کسی نے دیکھ لیا تو اسے فوراً اپنی لونڈی کنیز بنا لے گا۔ کیونکہ وہاں باہر کی بے آسرا عورتوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا جاتا تھا۔ اسے یہ بھی علم تھا کہ افریقہ کے مغربی ساحل سے جو حبشی لوگ غلام بنا کر لائے جاتے ہیں ان میں ننانوے فی صدی مسلمان ہوتے ہیں۔ اور مسلمان ظالم نہیں ہوتے۔ وہ بااخلاق اور رحم دل اور انصاف پسند ہوتے ہیں اور عورتوں کا بے حد احترام کرتے ہیں۔ مگر جو شخص خود غلام ہو وہ بھلا ماریا کی کیا مدد کر سکتا تھا؟

ماریا نے سوچا کہ اندھیری رات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے راتوں رات کم از کم شہر سے نکل جانا چاہیے تاکہ وہ کمانے جاگیردار کے غلاموں کی پہنچ سے تو دور ہو جائے۔ ماریا نے ایک طرف چلنا شروع کر دیا۔ اندھیرے میں اس کے دیکھنے کی قوت ابھی تک بحال تھی۔ جنگل اتنا گھنا بھی نہیں تھا۔ وہ سمندر کے ساحل والے علاقے سے ہٹ کر چل رہی تھی۔ اور اس کا یہی اندازہ تھا کہ وہ شہر کے دوسرے کنارے پر نکل آئے گی۔ جہاں سے وہ کسی دوسرے شہر کی طرف روانہ ہو جائے گی۔

جنگل میں سے نکلتے نکلتے اسے ایک گھنٹہ لگ گیا۔ رات اور زیادہ گہری ہو گئی۔ جنگل سے باہر نکلی تو اس کے سامنے ایک وسیع میدان تھا جس میں کہیں کہیں ٹیلے زمین میں اُبھرے ہوئے تھے۔ چاروں طرف اندھیرا چھایا تھا۔ بائیں جانب جھیل کے پار اسے دور بندرگاہ پر کھڑے جہازوں پر جلتی روشنیاں جھلملاتی نظر آرہی تھیں۔ ماریا میدان میں ایک ٹیلے کی طرف چلنے لگی۔ یہ ٹیلہ خشک پتھروں کا تھا۔ اس کے اوپر آگے ایک ویران سنسان اور اجاڑ علاقہ شروع ہو جاتا تھا۔ ماریا کے لیے اور کوئی راستہ نہیں تھا۔ مجبوراً اسے اسی اجاڑ علاقے میں سے گزر کر کسی دوسرے شہر یا علاقے میں جانا تھا۔ ماریا چلتی گئی اور رات اور زیادہ گہری ہوتی گئی۔ اندھیرے میں ماریا کو راستہ تلاش کرنے میں اس لیے دشواری نہیں ہو رہی تھی کہ آسمان پر جو ستارے چمک رہے تھے ان کی ہلکی ہلکی

روشنی زمین پر پڑ رہی تھی۔

ایک اونچے ٹیلے کو عبور کرنے کے بعد ماریا نے دوسری طرف دیکھا۔ اندھیرے میں اسے کچھ جھونپڑیوں کے خاکے سے دکھائی دیئے۔ ان میں سے کسی بھی جھونپڑی کے باہر چراغ وغیرہ نہیں جل رہا تھا۔ ماریا نے سوچا کہ جھونپڑیاں ویران ہوں گی۔ اور یہاں وہ چھپ کر رات گزار سکتی ہے۔

وہ ٹیلے سے اتر کر جھونپڑیوں کے پاس آئی تو اسے ایک بلی کی میاؤں میاؤں سنائی دی۔ اندھیرے میں ایک سیاہ بلی کی زرد آنکھیں ایک جھونپڑی کے دروازے پر چمک رہی تھیں۔ ماریا اپنی جگہ پر رک گئی۔ اسے معلوم تھا کہ اس قسم کی بلیاں کالی ہوتی ہیں۔ اور ویرانوں میں رہتی ہیں خطرناک آسیب بھی بن جاتی ہیں۔ بلی نے بھی ماریا کو دیکھ لیا تھا۔ وہ ٹکٹکی باندھ ماریا کو تکتی رہی۔ اور میاؤں میاؤں کرتی رہی۔

ماریا نے جب اپنی جگہ سے کوئی حرکت نہ کی تو وہ میاؤں میاؤں کرتی جھونپڑی کے پیچھے چلی گئی۔ ماریا آگے بڑھی وہ پھونک پھونک کر قدم رکھ رہی تھی۔ کیونکہ ایسی جگہوں پر اکثر دیہاتی لوگ رات کو جنگلی درندوں سے بچنے کے لیے جال پھیلا دیا کرتے ہیں۔ تاکہ اگر شیر یا قبیلے کے باہر کا کوئی دشمن ان پر آکر حملہ کرے تو وہ اس میں پھنس جائے۔ مگر وہاں گھاس میں اس قسم کا کوئی جال بھی نہیں تھا۔

ماریا ایک جھونپڑی میں داخل ہو گئی۔ جھونپڑی خالی پڑی تھی۔ باقی کی چار جھونپڑیاں بھی خالی تھیں۔ ماریا کو خیال آیا کہ ہو سکتا ہے کہ یہاں کے لوگ کسی دوسرے جنگل میں کوچ کر گئے ہوں۔ وہ ایک جھونپڑی میں لیٹ گئی۔ وہ سخت تھکی ہوئی تھی۔ اسے نیند آگئی۔ جب آنکھ کھلی تو باہر گہرا سناٹا چھایا تھا اور اندھیرا اسی طرح تھا۔ خدا جانے رات کا کیا بج رہا تھا۔

ماریا کو کچھ لوگوں کے قدموں کی آواز سنائی دی۔ وہ جلدی سے اٹھ کر جھونپڑی کے دروازے پر آئی اور بانس کی دیوار کے ساتھ لگ کر باہر دیکھا۔ اسے کچھ سائے کونے والی جھونپڑی کی طرف بڑھتے نظر آئے۔ یہ لوگ نا معلوم کون تھے۔ اندھیرے میں ماریا انہیں اچھی طرح نہ دیکھ سکی تھی۔ وہ جھونپڑی میں داخل ہو گئے۔ پھر خاموشی چھا گئی۔ تھوڑی دیر بعد ان کی دھیمی دھیمی آوازیں آنے لگیں۔ ماریا معلوم کرنا چاہتی تھی کہ یہ لوگ کون ہیں۔ اور اس جھونپڑی میں کیا کرنے آئے ہیں۔ وہ آہستہ سے اس جھونپڑی کے پیچھے والی بانس کے سرکنڈوں کی دیوار کے پاس آکر غور سے ان لوگوں کی باتیں سننے لگی۔

ان میں دو عورتیں بھی تھیں۔ ایک عورت کہہ رہی تھی۔

"ہم مسلمان ہیں اور مسلمان کبھی کسی کا غلام نہیں

رہ سکتا۔ ہم صرف اللہ کے غلام ہیں۔ برازیل کے جاگیردار ہم پہ زیادہ دیر ظلم نہیں توڑ سکتے۔ ہم ایک نہ ایک دن آزادی حاصل کر کے رہیں گے۔"

دوسرے مرد کی آواز آئی۔

"ہمیں آپس میں اتفاق سے رہنا چاہیے۔ اگر ہم میں پھوٹ پڑ گئی تو ہم ظالم کے ظلم کا مقابلہ نہ کر سکیں گے۔"

عورت نے کہا۔

"ہمیں اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھنا ہو گا۔ پھر ہم میں کوئی بھی پھوٹ نہیں ڈال سکتا۔"

بہت جلد ماریا کو معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ افریقہ کے مسلمان حبشی تھے۔ اور انہیں افریقہ سے اغوا کر کے یہاں لا کر غلام بنا دیا گیا تھا۔ یہ لوگ قریب کے کھیتوں میں کام کرتے تھے۔ اور وہیں رہتے تھے۔ یہ یہاں رات کو آ کر میٹنگ کر رہے تھے۔ یہ سب مسلمان تھے۔ وہی بلی جس نے ماریا کو پہلے دیکھا تھا اب بھی اس کے سامنے آ کر میاؤں میاؤں کرنے لگی۔ جھونپڑی کے اندر لوگ ایک دم خاموش ہو گئے۔ ابھی ماریا سنبھل بھی نہ پائی تھی کہ جھونپڑی میں سے ایک حبشی غلام چھلانگ لگا کر نکلا اور ماریا کو گردن سے پکڑ کر گھسیٹتا

ہوا اندر لے گیا۔ ماریا نے دیکھا کہ جھونپڑی میں اندھیرا تھا چونکہ یہ سارے کے سارے کالے حبشی تھے۔ اس لیے اندھیرے میں وہ بالکل ہی نظر نہیں آ رہے تھے۔ ماریا کو اسی عورت کی آواز آئی۔

"کون ہو تم؟ تمہیں ہماری جاسوسی کے لیے کس نے بھیجا ہے؟"

ماریا نے کہا۔

"میں کسی کی جاسوس نہیں ہوں۔ میرا نام ماریا ہے۔ یہاں کا کانا جاگیردار مجھے خرید کر لے گیا تھا۔ وہ مجھ سے زبردستی شادی کرنا چاہتا تھا۔ مگر میں اس کی حویلی سے بھاگ آئی ہوں۔ اور اس جھونپڑی میں رات گزارنے کے لیے چھپی ہوئی تھی۔"

ان میں سے ایک حبشی نے اٹھ کر غور سے ماریا کو دیکھا اور بولا۔

"کیا تم کانے جاگیردار کی لونڈی ہو؟"

"ہاں۔" ماریا نے کہا۔

وہ آدمی بولا۔

"مگر اس نے تو آج شام [illegible] لگا کر خودکشی کر لی تھی۔"

ماریا نے کہا۔

"میں نے ظاہر یہی کیا تھا کہ میں نے خودکشی کر لی ہے۔ لیکن میں جھیل کے اندر ہی اندر تیر کر دوسرے کنارے پر چلی گئی تھی۔ اور وہاں سے اندھیرے جنگل میں بھٹکتی ہوئی ان جھونپڑیوں میں آئی ہوں"

حبشی عورت نے پوچھا۔

"تمہارا نام ماریا ہے۔ کیا تم عیسائی ہو؟"

ماریا نے کہا۔

"ہاں۔ میں عیسائی ہوں۔ افریقہ میں اپنی بہن کے ہاں گاؤں میں آئی ہوئی تھی کہ برازیلی کے بردہ فروشوں نے گاؤں پر حملہ کر دیا۔ انہوں نے دوسرے مرد عورتوں کے ساتھ مجھے بھی پکڑ لیا اور یہاں لا کر کانے جاگیردار کے پاس فروخت کر دیا"

دوسرے حبشی نے بھی ماریا کے بیان کی تائید کی اور عورت کو بتایا کہ ماریا ٹھیک کہہ رہی ہے"

حبشی عورت بولی۔

"اب تم کیا چاہتی ہو؟"

ماریا نے کہا۔

"میں اس شہر سے نکل کر کسی ایسے دوسرے شہر

چلی جانا چاہتی ہوں۔ جہاں سے میں جہاز میں سوار ہو کر واپس افریقہ جا سکوں"

حبشی عورت بولی۔

"یہ بہت مشکل کام ہے۔ اس سلسلے میں ہم تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ ہم صرف اتنا کر سکتے ہیں کہ تمہیں ایک گھوڑا دے کر راستہ بتا دیں گے اور تم صبح تک گلے دیان کے قصبے میں پہنچ جاؤ گی۔ وہاں سے کسی بھی قافلے میں شامل ہو کر تم برازیل کے مغربی علاقے میں چلی جانا۔ وہاں تم ان جاگیرداروں سے محفوظ ہو گی"

ماریا نے کہا۔

"مجھے منظور ہے۔ میں کس زبان سے تمہارا شکریہ ادا کروں بہن"

حبشی عورت بولی۔

"ہم مسلمان ہیں۔ مصیبت میں مبتلا لوگوں کی مدد کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اور پھر تم بھی اہل کتاب ہو ہم بھی اہل کتاب ہیں"

حبشی عورت نے ایک آدمی کو اشارہ کیا۔ وہ اندھیرے میں جھونپڑی سے نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنے کھیتوں کے اصطبل میں سے ایک گھوڑا کھول کر لے آیا۔ وہ اپنے ساتھ

سوکھی مچھلی کی پوٹلی بھی لایا تھا۔ حبشی عورت نے کہا۔

"اس گھوڑے پر سوار ہو کر مغرب کی طرف جو ستارہ چمک رہا ہے۔ اس کی سیدھ میں سفر کرتی جانا۔ یہ گھوڑا سدھایا ہوا ہے۔ یہ تمہیں صبح گاہے وہاں پہنچا دے گا۔ وہاں پہنچ کر گھوڑے کو چھوڑ دینا۔ یہ اپنے آپ ہمارے پاس آ جائے گا۔"

ماریا نے حبشی عورت کا شکریہ ادا کیا۔ گھوڑے پر سوار ہوئی اور جھونپڑیوں کے پیچھے جو راستہ جاتا ہے اس پر روانہ ہو گئی۔ گھوڑے کو جیسے سارے راستے کا پتہ تھا۔ وہ بڑی آسانی سے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اندھیرے میں قدم قدم آگے بڑھ رہا تھا۔ آگے دور کے کھیتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ یہ انسانی قد سے بھی بہت اونچے اگے ہوئے تھے۔ ان کے بیچ میں ایک تنگ سی پگڈنڈی بنی ہوئی تھی۔ گھوڑا اس پگڈنڈی پر چل رہا تھا۔ جب یہ کھیت اور حبشی عورت کے جھونپڑے پیچھے رہ گئے تو ماریا نے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ گھوڑے نے

رفتار پکڑ لی اور تیز تیز دوڑنے لگا۔ ماریا اس علاقے سے بہت جلد نجات حاصل کرنا چاہتی تھی۔ ساری رات ماریا گھوڑے پر سوار سفر کرتی رہی۔ صبح ہوئی تو وہ اس علاقے سے بہت دور نکل چکی تھی۔ آگے اسے ایک دریا بہتا دکھائی دیا۔ اس کی بائیں جانب ایک قصبے کے مکان صبح کی دھوپ میں چمک رہے تھے۔ گھوڑا اس قصبے کے قریب پہنچ کر ایک جگہ رک گیا۔ ماریا سمجھ گئی کہ یہی اس کی منزل ہے۔ گھوڑا اسی لیے یہاں رک گیا ہے۔ ماریا گھوڑے سے اتر پڑی۔ اس نے گھوڑے کو چھوڑ دیا۔ گھوڑا تیزی سے پیچھے کو دوڑنے لگا اور دیکھتے دیکھتے ماریا کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ ماریا قصبے کی طرف چل پڑی۔

یہ قصبہ کافی بڑا تھا۔ یہاں ایک چھوٹا سا گھاٹ بھی دریا پر بنا ہوا تھا۔ جہاں کئی کشتیاں کھڑی تھیں۔ لوگ پار جانے کے لیے ایک کشتی میں سوار ہو رہے تھے۔ ماریا کے پاس اس علاقے کے کچھ سکے جیب میں موجود تھے۔ اس نے سوچا کہ اسے دریا پار کر کے دوسری طرف جانا چاہیے۔ چنانچہ وہ بھی دوسرے مسافروں کے ساتھ کشتی میں بیٹھ گئی۔ اس نے یہی ظاہر کیا کہ وہ بھی دوسرے کنارے ایک گاؤں میں جا رہی ہے۔ جہاں اس کی بہن رہتی ہے۔ یہ سب لوگ کسان اور

کھیت مزدور تھے۔ ان میں بوڑھی اور جوان عورتیں بھی تھیں۔ کسی نے ماریا کی طرف زیادہ دھیان نہ دیا۔ معلوم ہوا کہ یہ دریائے ایمزان ہے جو برازیل کا سب سے بڑا دریا تھا اور یہ لوگ دریا پار کر کے جنگل میں درختوں کی کٹائی کرنے اور وہاں سے جڑی بوٹیاں اکٹھی کرنے جا رہے ہیں۔ ماریا نے کسی عورت سے زیادہ بات چیت نہ کی۔ کشتی دریا کے دوسرے کنارے پر پہنچی تو ماریا بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ کنارے پر اتر گئی۔

آگے گھنا جنگل شروع ہوتا تھا۔ ماریا نے جنگل میں جانے کی بجائے دریا کے ساتھ ساتھ چلنا شروع کر دیا وہ دوپہر تک چلتی رہی۔ اسے زیادہ تھکان نہیں ہوئی تھی۔ ماریا نے محسوس کیا کہ اسے بھوک اور پیاس بھی بہت ہی کم لگتی تھی اس کا مطلب تھا کہ اس کی آدھی طاقت ابھی تک اس کے پاس ہی ہے۔ وہ صرف غائب ہونے کی طاقت سے محروم ہو گئی تھی۔ وہ دریا کے رُخ پر جا رہی تھی۔ وہ ایک جگہ رُک کر بیٹھ گئی دریا کے پانی میں ——— ہاتھ ڈال کر تھوڑا سا پانی پیا۔ منہ ہاتھ دھویا اور سوچنے لگی کہ ناگ جبر کیٹی اور تھیوسانگ اب اسے کہاں اور کیسے ملیں گے۔ وہ تو نہ جانے کس طرف اور کس شہر کی جانب جا رہی ہے۔ برازیل ایک بہت بڑا براعظم

تھا۔ اس کی خواہش تھی کہ کسی سمندری بندرگاہ والے شہر میں پہنچ کر وہاں سے افریقہ کی طرف جانے کی کوشش کرے۔ دریا ہمیشہ سمندر کی طرف بہتے ہیں۔ اس لیے وہ خوش تھی کہ دریا کے بہاؤ کے رُخ پر جا رہی ہے۔ ظاہر ہے دریا کسی نہ کسی سمندری بندرگاہ تک ہی جا رہا ہے۔

یونہی چلتے چلتے ماریا کو دو دن دو راتیں گزر گئیں۔ دریا اس قدر لمبا تھا کہ ختم ہونے میں نہ آتا تھا۔ راستے میں ماریا رُک کر آرام بھی کر لیتی تھی۔ جنگل میں سے جنگلی پھل توڑ کر اپنی تھوڑی بہت بھوک مٹا لیتی تھی۔ تیسرے روز دریا ایک ایسے مقام پر پہنچ گیا۔ جہاں وہ ایک بہت بڑی آبشار کی شکل میں کافی نیچے پہاڑیوں کی گہری گھاٹی میں گر رہا۔ یہاں پانی کا زبردست شور تھا۔ ماریا کو دیکھتے ہی دہشت محسوس ہوئی۔ وہ دریا سے ہٹ کر دوسری جانب چلنے لگی۔ یہ ایک درختوں میں گھرا ہوا جنگلی راستہ تھا۔ یہاں پہلی بار اسے ایک سبز رنگ کا ڈیڑھ دو گز لمبا سانپ نظر آیا۔ سانپ بھی ماریا کو دیکھ کر رُک گیا۔ ماریا نے سوچا کہ اس سانپ سے مدد لینی چاہیے۔ اس نے سانپ کے قریب جا کر اس کی زبان میں جب اس سے پوچھا کہ یہ جنگل کدھر نکل جاتا ہے تو وہ حیران ہو کر ماریا کا منہ تکنے لگا۔ اس نے بڑے ادب سے اپنا سر جھکایا اور بولا۔

"مجھے ناگ دیوتا کی بُو آرہی ہے۔ کیا تم ناگ دیوتا کی بیٹی ہو؟"

ماریا نے کہا۔

"میں ناگ دیوتا کی بیٹی نہیں بلکہ بہن ہوں۔ تم نے مجھے ٹھیک پہچانا ہے۔ میرے جسم سے ناگ کی بُو آتی ہے۔"

سانپ بولا۔

"ناگ دیوتا کی محترم بہن! تم اس خطرناک جنگل میں کیا کر رہی ہو؟"

ماریا نے اسے بتایا کہ وہ کسی بڑے شہر پہنچنا چاہتی ہے تاکہ وہاں کسی قافلے میں شریک ہو کر ناگ دیوتا کی تلاش میں نکل سکے۔

"تم یہ بتاؤ کہ یہ راستہ مجھے کہاں لے جائے گا اور جنگل کی دوسری طرف کیا ہے؟"

سانپ بولا۔

"اس جنگل کے پار ایک ویران اور پتھریلا علاقہ شروع ہوتا ہے۔ جہاں مایا تہذیب کے کھنڈرات بکھرے ہوئے ہیں۔ ان کھنڈروں کے پار دو دن کے سفر کے بعد ایک بڑا شہر آتا ہے۔ جہاں کے قافلے دوسرے شہروں کو جاتے ہیں۔"

ماریا نے کہا۔

"بس ٹھیک ہے۔ میں اسی شہر میں پہنچنا چاہتی ہوں کیا آگے راستہ خطرناک ہے؟"

سانپ نے کہا۔

"یہ سارے کا سارا جنگل خطرناک ہے۔ آگے جنگلی درندے بھی ملیں گے۔"

سانپ کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گیا۔ پھر اس نے اپنے منہ میں سے ایک سرخ منکا نکال کر ماریا کو دیا اور کہا۔

"اس منکے کو اپنی جیب میں رکھنا۔ اس کی تیز بُو سے کوئی جنگلی درندہ تمہارے پاس نہیں آسکے گا۔ وہ اس کی بُو پاتے ہی تم سے بھاگ جائے گا اور راستہ صاف کر دے گا۔"

ماریا نے لال منکا لے کر اپنی جیب میں رکھ لیا اور سانپ سے پوچھا۔

"کیا تم بتا سکتے ہو کہ ناگ دیوتا اس وقت کہاں ہو گا؟"

سانپ نے سر جھکا دیا۔ جیسے گہری سوچ میں ڈوب گیا ہو۔ پھر سر اٹھا کر بولا۔

"میں ناگ دیوتا کو ایک سیاہ موتی میں بند دیکھ رہا ہوں۔"

ماریا کو یہ سُن کر کہ ناگ اسی ملک برازیل میں اسی سمت کو ہے جدھر وہ جا رہی ہے بڑی خوشی ہوئی۔ مگر اسے اس بات سے تشویش بھی ہوئی کہ ناگ کو سیاہ موتی میں کس نے بند کر دیا؟ اور وہ کہاں ہوگا؟ سانپ اسے اس سے زیادہ کچھ نہ بتا سکا۔ پھر بھی اس سبز سانپ نے ماریا کو بہت کچھ بتا دیا تھا۔ سب سے بڑی بات تو یہ تھی کہ اس نے اسے ناگ کا کھوج بتا دیا تھا۔ ناگ سیاہ موتی میں بند تھا اور برازیل کے شمال مغرب میں مایا تہذیب کے کھنڈروں میں کسی جگہ موجود تھا۔ ماریا کو اس اطلاع سے کافی حوصلہ ہوا۔ اسے یقین ہو گیا کہ اب وہ ناگ کو تلاش کر لے گی۔ چنانچہ اس نے ایک نئے جذبے کے ساتھ سفر شروع کر دیا۔ وہ سارا دن جنگل میں سفر کرتی رہی۔ اسی دوران میں کئی جنگلی درندے اس کے قریب آئے مگر پھر ڈر کر بھاگ گئے۔ یہ سبز سانپ کے منکے کا اثر تھا۔ ایک جگہ دریا میں سے دو مگرمچھ بھی نکل کر ماریا کی طرف بڑھے مگر ایک دم سے رُکے اور تیزی کے ساتھ واپس گھوم گئے۔ ماریا چلتی گئی۔ جنگل ابھی تک ختم نہیں ہو رہا تھا۔ پھر رات ہو گئی۔ ماریا ایک گھنے درخت کے نیچے آرام کرنے کی غرض سے بیٹھ گئی۔ اسے نیند آ گئی۔ اور وہ درخت سے ٹیک لگا کر سو گئی۔ جب اس کی آنکھ کھلی تو اس کا دل اُچھل پڑا۔ اس

کے سامنے ایک خوفناک چہرے والا وحشی جنگلی ہاتھ میں خنجر لیے کھڑا اسے بھیانک نظروں سے گھور رہا تھا۔ ماریا اُٹھ کر بھاگنے لگی تو وحشی جنگلی نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور حلق سے ایک ہلکی سی چیخ کی آواز نکالی۔ اس آواز پر اِدھر اُدھر سے پانچ سات جنگلی نکل کر وہاں آ گئے۔ انہوں نے ماریا کو کاندھوں پر اُٹھا لیا اور لے کر چل پڑے۔

ماریا سخت خوف زدہ تھی اور دل میں خدا کو یاد کرنے لگی کہ اے خدا مجھے اس نئی مصیبت سے بچانا۔ یہ جنگلی ماریا کو درختوں کے درمیان بنی ہوئی جھونپڑوں میں لے گئے۔ یہاں ایک جگہ آگ جل رہی تھی۔ اس کے اردگرد دوسرے جنگلی وحشی بیٹھے آگ میں گوشت بھون بھون کر کھا رہے تھے۔ نہ جانے یہ کس کا گوشت تھا۔ ماریا کو آگ کے قریب لا کر بٹھا دیا گیا۔ ماریا اچانک چونک پڑی۔ اس نے دیکھا کہ آگ کے الاؤ کے قریب ہی انسان کی کھوپڑی پڑی تھی اور جنگلی انسانی گوشت بھون کر کھا رہے تھے۔ انہوں نے فوراً ماریا کے ہاتھ پیچھے کس کر باندھ دیئے۔ ایک جھونپڑے میں سے ایک ہٹا کٹا جنگلی نکلا۔ وہ شاید ان کا سردار تھا۔ اس نے ماریا کو دیکھا تو بھیانک قہقہہ لگا کر ہنسا اور اپنی زبان میں بولا۔

"تم یہ سفید عورت کہاں سے پکڑ لائے؟ اس کا گوشت

تو بہت مزے دار ہوگا۔ اس کی گردن کا گوشت
میں کھاؤں گا۔"

ماریا کی تو جان ہی نکل گئی۔ یہ آدم خور اس کو بھون کر
کھانے کا پروگرام بنا رہے تھے۔ جنگلی لوگوں نے آگ کے
الاؤ میں تھوڑی سی لکڑیاں اور ڈال دیں۔ یہ ماریا کے لیے ڈالی
گئی تھیں۔ ماریا نے کہا۔

"مجھے نہ مارو۔ میں بے گناہ ہوں۔"

سردار نے چونک کر ماریا کو دیکھا اور بولا۔

"یہ تو ہمارے قبیلے کی زبان بولتی ہے۔ اس کا
مطلب ہے کہ یہ دوسرے قبیلے کی جاسوس
ہے۔ ہمارے دشمن قبیلے نے اسے جاسوسی کے
لیے یہاں بھیجا ہے۔ اب اس ——— کو موت
کے گھاٹ اتار کر بھون کر کھانا ہم پر لازمی ہوگیا
ہے۔"

ماریا سمجھ گئی کہ یہ جاہل جنگلی لوگ اب اسے زندہ نہیں
چھوڑیں گے۔ اس کے پاس اب جان بچانے کا ایک ہی ذریعہ
رہ گیا تھا۔ اس نے سانپ کی زبان میں منہ سے سسکار کی آواز نکالتے
ہوئے کہا۔

"میں ناگ دیوتا کی بہن ہوں۔ اگر کوئی سانپ آس پاس
موجود ہو تو میری مدد کو آئے۔ یہ لوگ ناگ دیوتا کی بہن
کو بھون کر کھانا چاہتے ہیں۔"

جنگلی سردار اور دوسرے وحشی لوگوں نے حیرانی سے
ماریا کی طرف دیکھا کہ یہ منہ سے کس قسم کی سسکار کی آواز
نکال رہی ہے۔ سردار نے پوچھا۔

"یہ تم کیا آواز نکال رہی ہو؟ لیکن کوئی بات نہیں۔ یہ
آواز بھی تمہارے ساتھ ہی آگ میں جل کر راکھ ہو جائے
گی۔"

ماریا نے ایک بار پھر آس پاس کے سانپوں کو آواز دی اور
کہا۔

"میں ناگ دیوتا کی بہن ماریا ہوں! میری مدد کرو۔ ناگ
دیوتا کی بہن کی زندگی خطرے میں ہے۔ سانپو! آؤ ——
میری مدد کرو۔"

ایک طرف سے ایسی آواز بلند ہوئی جیسے کئی سانپ پھنکار رہے
ہوں۔

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

اہرام کی آواز

سانپوں کی پھنکاریں قریب آ رہی تھیں۔

جنگلی لوگ گھبرا کر اُٹھے اور جھونپڑیوں کی طرف دوڑے۔

ماریا نے دیکھا کہ چاروں طرف سے کتنے ہی سانپ آگ کے الاؤ کی روشنی میں ماریا کی طرف بڑھ رہے تھے۔ انھوں نے دیکھتے دیکھتے چھ سات جنگلیوں کو ڈس کر ہلاک کر دیا۔ جنگلیوں کی چیخیں رات کی فضا میں بلند ہو کر رہ گئیں۔ سانپ جنگلیوں کی جھونپڑیوں میں گھس گھس کر انہیں ڈس رہے تھے۔ دیکھتے دیکھتے وہاں ان وحشیوں کی لاشیں بکھر کر رہ گئیں۔ اِن میں جنگلیوں کا سردار بھی تھا۔ جو باقی بچے وہ خوفزدہ ہو کر جنگل کی طرف بھاگ گئے۔ ماریا اکیلی رہ گئی۔ اب سارے کے سارے سانپ اکٹھے ہو کر ماریا کے سامنے آ کر کنڈلیاں مار کر بیٹھ گئے۔ یہ سیاہ اور سبز سانپ تھے اور اِن کی تعداد پچاس ساٹھ سے کم نہیں تھی۔ اِن میں ایک سب سے بڑا سانپ تھا۔ اس نے ماریا کے سامنے اپنا پھن جھکا دیا اور بولا۔

"ناگ دیوتا کی عظیم بہن! ہم کیسے برداشت کر سکتے ہیں کہ ناگ دیوتا کی بہن کو کوئی ہاتھ بھی لگائے۔ ہم نے اپنا فرض پورا کر دیا ہے۔ اب ہمیں بتاؤ کہ ہم تمہاری اور کیا خدمت کر سکتے ہیں؟"

ماریا نے کہا۔

"سب سے پہلے تو میرے ہاتھ جو پیچھے بندھے ہوئے ہیں۔ ان کو کھولو۔"

فوراً چار سانپ ماریا کے پیچھے آ گئے۔ انھوں نے ایک منٹ میں ماریا کے ہاتھوں پر بندھی ہوئی رسّی کھول دی۔ ماریا نے کلائیوں کو ہاتھوں سے مَلا اور کہا۔

"میں تمہارا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ اگر تم اس وقت میری مدد کرنے نہ آتے تو یہ جنگلی مجھے بھون کر کھا گئے ہوتے۔"

سردار سانپ بولا۔

"ناگ دیوتا کی عظیم بہن! تم نے آواز دی اور ہم اپنا فرض پورا کرنے حاضر ہو گئے۔ اب یہ بتاؤ کہ تم کیا چاہتی ہو؟"

ماریا نے کہا۔

"بس اِسے گھنے جنگل سے نکل کر اس علاقے میں جا

چاہتی ہوں۔ جہاں آج سے ہزاروں برس پہلے کے کھنڈر بکھرے پڑے ہیں۔"

سردار سانپ بولا۔

"تم مایا دیوی کے کھنڈروں میں جانا چاہتی ہو کیا؟"

"ہاں ہاں بالکل اسی جگہ" ماریا نے جلدی سے جواب دیا۔

سردار سانپ کہنے لگا۔

"مایا دیوی کے کھنڈر یہاں سے آدھے دن کے سفر پر ہیں۔ اگر رات بھر آرام کرنے کے بعد کل تم یہاں سے چلی جاؤ گی تو دوپہر تک اس علاقے میں جا پہنچو گی۔"

ماریا نے کہا۔

"میں اِن آدم خوروں کی بستی میں رات نہیں گزارنا چاہتی۔ کیا یہاں کوئی دوسری جگہ بھی ہے جہاں میں حیوان سے رات بسر کر سکوں؟"

سردار سانپ بولا۔

"تم ناگ دیوتا کی عظیم بہن ہو ماریا۔ ہمارے ساتھ چلو۔ ہم تمہیں اپنی بستی میں بستر لگا دیں گے۔ ہمارا یہ بستر ہری بھری گھاس اور سرخ پھولوں کا تر ہو گا۔"

ماریا کہنے لگی۔

"میں تیار ہوں۔"

سانپ ماریا کو لے کر جنگل میں ایک چھوٹی سی ندی کنارے آ گئے۔ یہاں ایک طرف گھاس اور ہرے بھرے درختوں کا چھوٹا سا میدان تھا۔ ان درختوں میں جگہ جگہ پتوں کے بنے ہوئے گول تکیے بکھرے پڑے تھے۔ سردار نے بتایا کہ ہم سانپ رات کو اس جگہ آرام کرتے ہیں۔ انہوں نے ماریا کے نرم گھاس کے بستر پر پتوں کے تکیے بکھیر دیئے۔ ماریا کو کھانے کے لیے جنگل کے میٹھے پھل دیئے۔ ماریا نے مزے سے پھل کھائے اور سو گئی۔ اگلے روز جب دن نکلا تو سانپوں نے ماریا کو بڑے جوش اور خلوص کے ساتھ رخصت کیا۔ تمام سانپوں نے مل کر درختوں کی شاخوں کی ایک بڑی ٹوکری تیار کی۔ اس ٹوکری میں ماریا کو بٹھایا اور ٹوکری ندی میں ڈال دی۔ اور سردار سانپ نے کہا۔

"یہ ندی پورے دن کے سفر کے بعد جنگل سے باہر نکل کر ایک جھیل میں گرتی ہے۔ اس جھیل کی دوسری طرف مایا دیوی کے کھنڈروں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔"

ماریا نے ایک بار اِن تمام دوست سانپوں کا شکریہ ادا کیا اور ٹوکری میں بیٹھی ندی میں اپنا سفر شروع کر دیا۔ یہ ندی

گھنے درختوں کے بیچ میں آدھا دن گزرتی چلی گئی۔ جب آدھا دن گزر گیا تو سانپ کے کہنے کے مطابق ندی ایک جھیل میں اترنے لگی۔ ماریا ڈونگی کو جھیل کے کنارے پر لے آئی وہ کنارے پر اُتر آئی۔ اس نے دیکھا کہ آگے۔ جھیل کے کنارے کنارے چھوٹے چھوٹے پتھریلے ٹیلوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ ماریا ان ٹیلوں میں چلنے لگی۔ دوپہر کے بعد وہ ٹیلوں سے نکل کر ایک ایسے میدان میں آگئی۔ جہاں زمین اونچی نیچی تھی اور دُور ایک جگہ ایک بہت بڑا اہرام بنا ہوا تھا۔ یہ مایا تہذیب کا اہرام تھا جو مصر کے فرعونوں سے بھی پہلے بنایا گیا تھا۔ اور جس کے بارے میں ابھی تک کسی کو معلوم نہیں تھا کہ اس کے اندر کیا ہے۔ اس کے اندر جانے کا آج تک کسی کو راستہ معلوم نہیں ہو سکا تھا۔

ماریا اس اہرام کی طرف چلنے لگی۔ دھوپ ڈھل رہی تھی۔ کہ ماریا اہرام کے پاس آگئی۔ یہ اہرام بہت اونچا تھا۔ اس کی ڈھلانی دیواروں پر بڑے بڑے پتھر لگے ہوئے تھے۔ جن کی درزوں کے درمیان خشک گھاس اُگ آئی تھی۔ یہاں ایک عجیب ویرانی اور دہشتناک سناٹا طاری تھا۔ ماریا نے نے اہرام کے گرد ایک چکر لگایا۔ اسے اہرام کا کوئی راستہ نہ ملا تو وہ وہیں ایک جگہ بڑے پتھر کے شگاف میں بیٹھ

گئی۔ وہ سخت تھک گئی تھی۔ اس نے سوچا کہ رات اسی جگہ بسر کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اب شام ہونے ہی والی تھی۔

اِدھر ماریا اہرام کے شگاف میں لیٹی تھی۔

اور دوسری طرف تھیوسانگ برازیل کے جنگلوں اور ویرانوں میں سفر کرتا، سیاہ موتی جس میں سے ناگ کی خوشبو آرہی تھی لیے۔ اسی میدان کی طرف بڑھ رہا تھا۔ رات کا اندھیرا چاروں طرف پھیل چکا تھا۔ جب وہ اس اہرام کے قریب پہنچا جس کے شگاف میں ماریا لیٹی آرام کر رہی تھی۔ اچانک تھیوسانگ کو ماریا کی اور ماریا کو تھیوسانگ کی زبردست خوشبو کی لہر محسوس ہوئی۔ ماریا جلدی سے اُٹھ کر شگاف سے باہر آگئی۔ تھیوسانگ بھی ماریا کی خوشبو پر اس کی طرف لپکا۔ اندھیرے میں دونوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا اور گرمجوشی سے ایک دوسرے سے ہاتھ ملایا۔ تھیوسانگ نے پہلا سوال ماریا سے یہ کیا۔ کہ وہ غائب کیوں نہیں ہے؟

ماریا نے کہا۔

"آرام سے بیٹھو۔ ساری داستان سناتی ہوں۔"

پھر اس نے تھیوسانگ سے جہاز میں جدا ہونے سے لے کر اس اہرام تک پہنچنے کی ساری داستان بیان کر دی تھیوسانگ نے بھی اپنی کہانی اسے سنائی۔ ماریا نے کہا۔

"مجھے برازیل کے جنگل کے سبز سانپ نے بتایا ہے کہ یہاں مایا دیوی کا مندر ہے جس کے آس پاس کوئی سیاہ موتی ہے اور وہاں ناگ سیاہ موتی میں بند ہے۔"

تھیوسانگ نے سیاہ موتی جیب سے نکال کر ماریا کے سامنے کر دیا اور بولا۔

"وہ سیاہ موتی میرے پاس موجود ہے اور سبز سانپ نے اس موتی کی موجودگی کو علاقے میں محسوس کرتے ہوئے تمہیں یہ کہا ہوگا۔"

ماریا تو دنگ رہ گئی۔ کہنے لگی۔

"کیا سچ مچ ناگ اس موتی میں موجود ہے؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

"اسے سونگھو! اس میں سے ناگ کی خوشبو آتی ہے۔ لیکن یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ ناگ اس کے اندر موجود ہے کہ نہیں۔"

ماریا نے سیاہ موتی کو سونگھا تو اس میں سے ناگ کی بڑی تیز خوشبو آرہی تھی۔

ماریا نے بے تابی سے کہا۔

"تھیوسانگ! مجھے یقین ہے کہ ناگ اس کے اندر

موجود ہے۔"

اس نے بے اختیار ہو کر ناگ کو دو تین آوازیں دیں۔

"ناگ بھیا! تم اندر ہو تو آواز دو۔ جواب دو۔" ناگ سب کچھ سن رہا تھا۔ مگر وہ جواب نہیں دے سکتا تھا۔ تھیوسانگ کہنے لگا۔

"اگر ناگ اس کے اندر ہوتا تو وہ کسی نہ کسی طرح تمہاری بات کا جواب ضرور دیتا۔"

ماریا نے کہا۔

"ہو سکتا ہے اس کی بولنے کی طاقت سلب کر لی گئی ہو۔ وہ سن رہا ہو مگر جواب نہ دے سکتا ہو۔"

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"مجھے بتایا گیا ہے کہ ان ہی کھنڈروں میں مایا دیوی کا مندر ہے اور اس مندر میں مایا دیوی کا جو پرانا بت ہے اس کے گلے میں بھی اس قسم کے سیاہ موتیوں کی مالا ہے۔ ہمیں اس مندر کو تلاش کرنا چاہیئے۔ ممکن وہاں ناگ کی خوشبو اور سیاہ موتی کا معمہ حل ہو جائے۔"

ماریا نے کہا۔

"ابھی رات ہے۔ میرا خیال ہے ہمیں دن کے وقت مایا دیوی کے مندر کا کھوج لگانا چاہیئے۔"

تھیوسانگ بھی اہرام کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ ماریا نے کہا۔

"خدا جانے عنبر اور کیٹی کہاں ہوں گے۔ کس حال میں ہوں گے۔ ان سے ملاقات ہوئے مدت گزر گئی ہے۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"ہاں! تم ٹھیک کہتی ہو۔ لیکن جس طرح تم مجھے مل گئی ہو۔ اسی طرح ایک نہ ایک دن زندگی اور واقعات کے کسی نہ کسی موڑ پر کیٹی اور عنبر بھی ہمیں ضرور مل جائیں گے۔"

کچھ دیر چپ رہنے کے بعد تھیوسانگ نے کہا۔

"مجھے میرے سانپ نے ایک اور بڑی عجیب بات بتائی تھی۔ اور وہ یہ کہ اس علاقے میں ایک خلائی اڈہ بھی ہے۔ جو ہزاروں سال پہلے بنایا گیا تھا اور جہاں یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہزاروں سال پہلے آسمان سے کوئی مخلوق خلائی راکٹوں میں یہاں اُترا کرتی تھی۔"

ماریا نے کہا۔

"یہ تو میں نے پہلے بھی سُنا ہے۔"

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"سُنا تو میں نے بھی تھا۔ سانپ نے یہ بھی کہا تھا۔ کہ اس زمانے میں کوئی خلا نورد یعنی خلائی سیارے کا رہنے والا اپنے خلائی راکٹ سے بچھڑ کر یہاں رہ گیا تھا اور کہتے ہیں کہ وہ ابھی تک اسی علاقے میں میں کہیں زندہ ہے۔"

ماریا بولی۔

"یہ تو بڑی پُر اسرار بات ہے۔ اگر وہ ہمیں کسی جگہ مل گیا تو تم اس سے بہت سے معلومات حاصل کر سکتے ہو۔ کیونکہ تم بھی خلائی مخلوق ہی ہو۔"

تھیوسانگ ہنس کر بولا۔

"اب کہاں میں خلائی مخلوق رہ گیا ہوں۔ اب تو میں بھی اس زمین کی مخلوق بن گیا۔ بہرحال اگر کہیں اس بھٹکے ہوئے خلائی انسان سے ملاقات ہو گئی۔ تو اس سے بڑے مزے کی گفتگو ہو گی۔"

ماریا نے کہا۔

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ غضبناک ہو گیا ہو اور

ہمیں نقصان پہنچانے کی کوشش کرے"۔
تھیوسانگ بولا۔
"جب ملے گا تو دیکھا جائے گا"۔
پھر وہ اہرام کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔
"ماریا! یہ جگہ مصر سے ہزاروں میل دور ہے اور سمندر پار ہے مگر یہاں بھی مصر کے فرعونوں کی طرح پر اہرام بنا ہوا ہے"۔ "تمہارا کیا خیال ہے؟ مجھے تو یہ اہرام مصر کے فرعونوں کے اہرام سے کافی بڑا نظر آتا ہے"۔
ماریا نے کہا۔
"ہاں۔ یہ اہرام ان کے اہراموں سے بہت بڑا ہے۔ مگر حیرانی کی بات ہے کہ مصر کے فرعون اہرام بنانے یہاں کیسے آ گئے؟"۔
تھیوسانگ بولا۔
"ہو سکتا ہے یہاں کسی جلاوطن مصری فرعون نے اپنی حکومت قائم کر لی ہو۔ اور بعد میں اسی اہرام میں دفن کر دیا گیا ہو"۔
ماریا نے تھیوسانگ کو بتایا کہ اس کے اندر جانے کا کوئی بھی راستہ نہیں ہے۔

تھیوسانگ کہنے لگا۔
"راستہ نہ ہی ملے تو اچھا ہے۔ خوامخواہ کسی مصیبت میں پھنس جائیں گے۔ ابھی ہمیں صبح ہوتے ہی پہلا کام یہ کرنا ہے کہ مایا دیوی کا مندر تلاش کریں گے۔ تاکہ ناگ کے سیاہ موتی کا معمہ حل ہو سکے اور ناگ کا کچھ سراغ ملے"۔
کچھ دیر تک وہ اہرام کی گفتگو کرتے رہے۔ اس کے بعد انہوں نے عنبر اور کیٹی کے بارے میں باتیں شروع کر دیں۔ اسی طرح رات آدھی سے زیادہ گزر گئی۔ ان کے سامنے چھوٹی چھوٹی پتھریلی ٹیکریاں دور تک پھیلی ہوئی تھیں۔ جن پر رات کے اندھیرے کی حکمرانی تھی۔ آسمان پر ستارے بھی بجھے بجھے سے چمک رہے تھے۔ جیسے راکھ میں انگارے چمکا کرتے ہیں۔ تھیوسانگ کو اس بات کا بڑا افسوس تھا کہ ماریا کی غیبی طاقت اس سے چھن گئی تھی اور اب وہ عام عورت کی حالت میں بیٹھی تھی۔ اس نے ماریا سے اس لیے زیادہ ذکر نہ کیا کہ اسے اور زیادہ دکھ ہوگا۔
اچانک تھیوسانگ نے کان کھڑے کیے اور ماریا کی طرف دیکھ کر کہا۔
"تمہیں آواز آ رہی ہے ماریا؟"

"کس کی آواز؟" ماریا نے بے نیازی سے پوچھا۔
ماریا یہ سمجھی کہ ویرانے میں اسے کسی جانور کی آواز آئی ہو گی۔ تھیوسانگ بولا۔

"بربط کی آواز آ رہی ہے"

ماریا نے چونک کر کہا۔

"بربط کی آواز؟" اور پھر اس نے بھی کان لگا کر سنا تو واقعی بربط کی آواز آ رہی تھی۔ بربط ایک پرانا ساز ہوا کرتا تھا جو تاروں کا ساز تھا اور اسے قدیم زمانے کے موسیقار ہاتھ میں لے کر تاروں کو مضراب سے چھیڑ کر بجایا کرتے تھے۔ ماریا نے کہا۔

"ہاں۔ یہ تو بربط کی آواز ہے"

بربط کی آواز بڑی اُداس اور دردناک تھی ایسے لگتا تھا جیسے کوئی آدمی بڑے غم زدہ موڈ میں اسے بجا رہا ہے۔ انہوں نے اُٹھ کر اِدھر اُدھر دیکھا۔ وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ ماریا نے اہرام کے پتھر سے کان لگائے۔ اور بولی۔

"تھیوسانگ! بربط کی آواز اہرام کے اندر سے آ رہی ہے"

تھیوسانگ اور بھی زیادہ حیران ہوا کہ اتنا بڑا پتھر کا بند اہرام ہے اس کے اندر سے بربط کی آواز کہاں سے آنے لگی۔

اس نے جب کان لگا کر سُنا تو واقعی ان بھاری پتھروں کے پیچھے سے بربط کی اُداس آواز آ رہی تھی۔ ماریا بولی۔

"یہ تو کوئی بڑا دُکھی آدمی معلوم ہوتا ہے جو آدھی رات کو اُٹھ کر بربط بجا رہا ہے۔ اس کا پتہ کرنا چاہیئے"

تھیوسانگ نے کہا۔

"مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ آدمی اس اہرام کے اندر کیسے چلا گیا۔ جبکہ اس کے اندر جانے کا کوئی راستہ ہمیں نظر نہیں آیا اور پھر اسے قدیم اہرام کے اندر بیٹھ کر بربط بجانے کی کیا ضرورت ہے؟ ضرور یہ کوئی آسیب ہے۔ ہم خواہ مخواہ کہیں کسی مشکل میں نہ گرفتار ہو جائیں"

تھیوسانگ خاموش ہو گیا۔ بربط کے دردناک سُر اس طرح رُک رُک کر اُبھر رہے تھے۔ ماریا سے نہ رہا گیا۔ اس نے تڑپ کر کہا۔

"تھیوسانگ! یہ کوئی درد کا مارا انسان ہے۔ میں ضرور اس کا کھوج لگاؤں گی"

یہ کہہ کر ماریا شگاف سے نکل کر اہرام کی مخروطی ڈھلانی دیوار کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔ اب تھیوسانگ بھی اس کے پیچھے آگیا۔ کیونکہ وہ ماریا کو اس حالت میں اکیلی نہیں چھوڑنا چاہتا

تھا جبکہ وہ غائب نہ ہو۔ ایک جگہ سے بربط کی آواز انہیں
زیادہ صاف سنائی دی۔ ماریا نے جھک کر کہا۔

"تھیوسانگ! یہاں سے آواز صاف آ رہی ہے۔ یہاں
ضرور کوئی اندر جانے کا راستہ ہوگا۔"

تھیوسانگ نے خوب گھور کر غور سے دیکھا۔ مگر وہاں پتھر
ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے تھے اور ذرا سی جھری
تک بھی نہیں تھی۔ ماریا بولی۔

"ہمیں اس پتھر کو اکھاڑنا چاہیے۔"

تھیوسانگ نے ماریا کو بہت منع کیا کہ ہمیں اس مصیبت کو
نہیں چھیڑنا چاہیئے۔ مگر ماریا بار بار یہی کہہ رہی تھی کہ یہ کوئی آسیب
نہیں ہے بلکہ مصیبت کا مارا انسان ہے۔ ہمیں اس کے پاس جا کر
اس کی مصیبت معلوم کرنی چاہئے۔ ہو سکتا ہے وہ ہمیں ہی
بربط کی زبان میں بلا رہا ہو۔

تھیوسانگ آخر مجبور ہو گیا۔ اس نے ایک بڑے پتھر پہ
انگلی رکھ دی۔ انگلی کے چھونے سے وہ بڑا پتھر چھوٹی سی صابن دانی
کے سائز کا ہو گیا۔ اس کے چھوٹا ہونے سے وہاں ایک
چوکور سوراخ پیدا ہو گیا۔ ماریا نے اندر جھانک کر دیکھا۔ اس
کے سامنے ایک دیوار تھی۔ بیچ میں جگہ خالی تھی۔ بربط کی آواز
اب زیادہ صاف ہو گئی تھی۔ ماریا نے تھیوسانگ سے کہا۔

"میں تو اہرام کے اندر جا رہی ہوں۔"

ماریا دیوار کے شگاف میں سے اہرام کے اندر چلی گئی۔ تھیوسانگ
کو بھی مجبوراً اس کے پیچھے جانا پڑا۔ سامنے دیوار تھی۔ اس کے
ساتھ ایک چھوٹی سی گلی ایک طرف جا رہی تھی۔ یہاں اندھیرا بہت
گہرا تھا۔ اور عجیب قسم کی ہلکی سی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ یہ ان پھولوں
کی خوشبو تھی جو پرانے زمانے میں مردوں کے ساتھ تابوت میں
رکھے جاتے تھے۔ تھیوسانگ آگے آگے تھا۔ ماریا اس کے پیچھے
چل رہی تھی۔ یہ اہرام کے اندر کی ایک تاریک اندھیری گلی تھی۔
بربط کے تاروں کی آواز اہرام کے اندر آنے کے بعد کبھی مدھم
ہو جاتی تھی اور کبھی ان سے دور ہو جاتی تھی۔ ماریا نے کہا۔

"اہرام اندر سے کافی کھلا ہے۔"

تھیوسانگ نے آہستہ سے کہا۔

"ہمیں خاموش رہنا چاہیئے۔"

بربط کی آواز ماریا کی آواز پر ایک دم بند ہو گئی۔ ماریا اور
تھیوسانگ بھی وہیں رک گئے۔ ایسا لگتا تھا جیسے جو شخص
یا آسیب بربط بجا رہا تھا اس نے ماریا کی آواز سن لی تھی۔
اور بربط بجانا بند کر دیا۔ تھیوسانگ اور ماریا نے بھی اپنا
سانس روک لیا۔ پھر ماریا نے آہستہ سے کہا۔

"بربط کی آواز کیوں بند ہو گئی۔"

تھیوسانگ نے سرگوشی میں کہا۔

"اب آئے ہیں تو اس راز کو حل کر کے ہی واپس جائیں گے۔ میرے میرے پیچھے آؤ۔"

اہرام کی گلی آگے جا کر ایک محراب دار اونچی چھت والی کوٹھڑی میں ختم ہو گئی۔ یہاں ہلکی ہلکی کافوری روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ تھیوسانگ اور ماریا دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے کافوری روشنی میں دیکھا کہ کوٹھڑی کے وسط میں ایک تابوت پڑا تھا۔ ماریا نے دھیمی آواز میں کہا۔

"یہ روشنی کہاں سے آ رہی ہے؟ یہ تابوت کس کا ہے؟"

تھیوسانگ بولا۔

"روشنی تو کسی پتھر میں سے نکل رہی ہے۔ شاید فاسفورس کا کمال ہے۔ تابوت کسی پرانی ممی کا ہو گا۔"

وہ تابوت کے پاس آ گئے۔ تابوت بہت ہی پرانا تھا اور خستہ حالت میں تھا۔ اس کے اوپر مکڑیوں نے جالے تان رکھے تھے۔ ڈھکنے کے درمیان میں ایک ہاتھ کا پنجہ بنا ہوا تھا۔ سرہانے کی جانب ایک بلی کی کالی مورتی بنی ہوئی تھی۔ تھیوسانگ کہنے لگا۔

"معلوم ہوتا ہے اس تابوت میں کوئی مصر کے فرعون

کی لاش ہے۔ وہی اپنے تابوت کے سرہانے بلی کی مورتیاں رکھا کرتے تھے۔"

ماریا نے کہا۔

"تھیوسانگ! میرا خیال ہے ہمیں چلے جانا چاہیئے۔ کوئی مصیبت نازل نہ ہو جائے۔"

تھیوسانگ بولا۔

"تم ٹھیک کہتی ہو۔ آؤ واپس چلیں۔"

جونہی وہ واپس مڑے انہیں کسی عورت کی کمزور سی آواز سنائی دی۔

"ٹھہرو۔"

آواز میں کچھ ایسا اثر تھا کہ تھیوسانگ اور ماریا کے اٹھے ہوئے قدم وہیں رک گئے۔ وہ ایک دوسرے کی طرف تکنے لگے۔ یہ آواز کہاں سے آئی تھی؟ دونوں کے ہونٹوں پر ایک ہی سوال تھا۔ انہوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ خستہ تابوت اسی طرح بند تھا۔

ماریا بولی۔

"یہ ہمارا وہم تھا۔ کسی نے آواز نہیں دی۔ آؤ یہاں سے نکل چلیں۔"

دوسری بار وہ چلنے لگے تو وہی عورت کی کمزور آواز پھر آئی۔

"تمہیں ابھی نہیں جانا چاہیئے۔"

اب تھیوسانگ اور ماریا تابوت کے قریب آ گئے۔ کیونکہ آواز تابوت میں سے ہی آ رہی تھی۔ تھیوسانگ نے کہا۔

"تم کون ہو اور ہمیں یہاں کیوں روک رہی ہو؟"

عورت کی آواز آئی۔

"میرے سرہانے جو بلّی کی مورتی ہے۔ اس کے سر پر ہاتھ آہستہ سے ہاتھ رکھ دو۔"

تھیوسانگ نے بلّی کی مورتی پر ہاتھ رکھ دیا۔ ہاتھ رکھتے ہی تابوت آہستہ آہستہ کھلنے لگا۔ اس کا خستہ ڈھکنا لکڑی کے جالوں کو توڑتا ہوا اوپر کو اٹھ رہا تھا۔ پھر اندر سے آہستہ آہستہ ایک ممّی اٹھ کر بیٹھ گئی۔ ماریا تو تھیوسانگ کے ساتھ لگ گئی۔ یہ ممّی کسی بہت ہی بوڑھی عورت کی ممّی تھی۔ اس کا سر سفید تھا اور گردن ہل رہی تھی۔ گلے میں قیمتی موتی اور جواہرات پڑے تھے۔ تھیوسانگ نے پوچھا۔

"تم کون ہو؟"

ممّی نے کہا۔

"تمہیں یہ جاننے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن تم کوئی غیر معمولی لوگ ہو جو اس آٹھ ہزار سال پہلے اہرام کے اندر داخل ہونے میں کامیاب ہوئے ہو۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"لیکن تم ہمیں روک کیوں رہی ہو؟"

ممّی بولی۔

"اس لیے کہ ایک بدنصیب باپ کی آہیں تمہیں یہاں کھینچ لائی ہیں۔ اب اس بدنصیب کی مدد کرو کیونکہ اگر تم چلے گئے تو اس دُکھی باپ کی فریاد شاید ہزاروں برس تک پھر کوئی نہیں سُن سکے گا اور اگر کسی نے اس کی آواز سن بھی لی۔ تو اہرام کے اندر نہ آ سکے گا۔"

ماریا نے کہا۔

"تمہارا مطلب کس بدنصیب باپ سے ہے؟"

ممّی نے کہا۔

"وہی جس کے بربط کی اُداس آواز تمہیں یہاں لے آئی ہے۔"

تھیوسانگ نے سوال کیا۔

"میں کچھ سمجھا نہیں۔ آخر یہ کیا معمہ ہے؟"

ممّی نے کہا۔

"تم اس آدمی کے پاس جاؤ۔ وہاں جا کر تمہیں خود بخود اس راز کا علم ہو جائے گا۔ سنو! اس کے

بربط بجانے کی دل گداز آواز پھر اُبھرنے لگی ہے“
بربط کے اُداس سُروں کی آواز اہرام کی دیواروں کے پیچھے سے دوبارہ سنائی دینے لگی۔ ممی نے کہا۔

”میرے دالان کے ساتویں ستون کے پیچھے سے ایک دروازہ اس دالان تک جاتا ہے جہاں ایک دُکھی باپ سے تمہاری ملاقات ہوگی۔ جاؤ۔ اسے تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔ شاید تم اس کے چھ ہزار برس کے دُکھ کا علاج کر سکو“

یہ کہہ کر ممی پھر سے تابوت میں لیٹ گئی اور تابوت کا ڈھکنا اپنے آپ تابوت کے اوپر آکر لگ گیا۔ ماریا نے کہا۔

”تھیوسانگ ہمیں دیکھنا چاہیے کہ وہ کون دُکھی انسان ہے۔ جس کو ایک بدنصیب باپ کہا جا رہا ہے اور جس کو ہماری مدد کی ضرورت ہے“

”میرا بھی یہی ارادہ ہے“

یہ کہہ کر تھیوسانگ ممی کے دالان کے پیچھے ساتویں ستون کے عقب میں گیا تو وہاں ایک لکڑی کا پرانا بند دروازہ تھا۔ تھیوسانگ نے دروازے کو اندر کی طرف دھکیلا تو دروازہ ایک چرچراہٹ کے ساتھ کھُل گیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی

بربط کی آواز بھی بند ہوگئی۔ وہ دونوں دروازے میں سے گزر کر دوسرے دالانوں میں آ گئے۔ یہاں فرش پر ریت پڑی تھی۔ اور یہاں بھی وہی دھیمی کافوری روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ انہوں نے دیکھا کہ دالان کے درمیان میں ایک میز رکھا تھا۔ میز پر سنگِ مرمر کا ایک چھوٹا سا مجسمہ رکھا ہوا تھا۔ میز کی دوسری طرف دیوار کے ساتھ ایک تابوت بالکل سیدھا لگا تھا۔ جس کا ڈھکنا کھُلا تھا۔ اس کے اندر ایک بوڑھے آدمی کی ممی ہاتھ میں بربط لیئے بالکل خاموش اور ساکت کھڑی تھی۔ ماریا تو وہیں رہی۔ تھیوسانگ نے آہستہ آہستہ چل کر اس کے قریب آگیا۔ بوڑھے آدمی کی ممی کے ہونٹوں سے ایک ٹھنڈی آہ نکل گئی۔ اور اس کی انگلیاں اپنے آپ بربط پر چلنے لگیں۔ بربط میں سے وہی سوگوار درد بھرے سُر نکل کر فضا میں بکھر گئے۔ ماریا بھی تھیوسانگ کے پاس آگئی۔ انہوں نے دیکھا کہ بوڑھے آدمی کی ممی کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ بربط کی آواز اس قدر دردناک تھی کہ ماریا کا دل بھی بھر آیا۔ تھیوسانگ نے آہستہ سے کہا۔

”اے محترم ممی! کیا تو زندہ ہے؟ اگر زندہ ہے تو تیرے اس دردناک سُروں اور آنکھوں کے آنسوؤں کی وجہ کیا ہے؟“

ممی کے ہاتھ بربط پر رُک گئے ۔ اس نے تابوت کے اندر کھڑے کھڑے اپنی آنسوؤں بھری آنکھیں اُٹھا کر تھیوسانگ اور ماریا کی طرف دیکھا ۔ اور ایک آہ بھر کر بولا ۔

"میرے دوست! تم نے مجھ پر بڑا احسان کیا کہ اس اہرام میں میرے پاس آئے ۔ سامنے والی میز پر تم جس لڑکی کا مجسمہ دیکھ رہے ہو ۔ یہ میری بیٹی کا مجسمہ ہے ۔ اس کا نام کبالی تھا ۔ وہ میری اکلوتی بیٹی تھی ۔ مجھے اس سے بے پناہ محبت تھی ۔ وہ چھوٹی تھی کہ اس کی ماں مر گئی ۔ میں نے اِسے ماں بن کر ہی پالا ۔ میں اس کے بغیر ایک پَل بھی نہیں رہتا تھا ۔ رات کو جب وہ سونے لگتی تو میں اس بربط پر اسے لوری کی دھن سناتا ۔ اور وہ آہستہ آہستہ آنکھیں بند کر کے سو جاتی ۔ پھر میں دبے پاؤں اس کے کمرے سے نکل آتا ۔ لیکن قسمت کو یہ منظور نہیں تھا ۔ ایک دن ایسا ہوا کہ میری بچی ، میری آنکھوں کا تارا کبالی کو کوئی سنگدل اغوا کر کے لے گیا ۔ آج سے دس ہزار برس پہلے یہاں ایک بہت عظیم الشان شہر آباد تھا ۔ میں اس شہر کا ایک امیر سوداگر تھا ۔ میں نے اپنی بیٹی کی تلاش میں اپنی ساری دولت لٹا دی ۔ رو رو کر

اپنی آنکھیں سفید کر لیں ۔ مگر میری بچی کبالی مجھے نہ ملی ۔ میں بوڑھا ہو گیا ۔ میں نے اس کا ایک مجسمہ بنوایا ۔ اور بس دن رات اس کو دیکھتا اور اس کے پاس آ کر رات کو بربط بجاتا اور میری آنکھوں سے اپنی بیٹی کو یاد کر کے آنسو بہتے رہتے ۔ میں نے وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد میری بچی کا مجسمہ بھی میرے ساتھ دفن کیا جائے ۔ پھر میں مر گیا ۔ اور اس زمانے کی رسم کے مطابق مجھے ایک تابوت میں ڈال کر اس دیوار کے ساتھ کھڑا کر دیا گیا اور میری بچی کا مجسمہ بھی میرے ساتھ ہی یہاں ایک میز پر رکھ دیا گیا ۔ میرا خیال تھا کہ مرنے کے بعد مجھے سکون مل جائے گا اور شاید ایک وقت آئے گا کہ میں اپنی بچی کو جنت میں دوبارہ دیکھ سکوں گا ۔ لیکن ایسا نہ ہوا ۔ ہم لوگ بلی کے بتوں کی پوجا کرتے تھے ۔ ہم جادو ٹونا بھی کیا کرتے تھے ۔ میں بھی جادو ٹونا کیا کرتا تھا ۔ مگر یہ جادو ٹونا بھی میری بچی کو مجھ سے نہ مِلا سکا تھا ۔ مرنے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ جادو ٹونے کی وجہ سے میں جنت میں داخل نہیں ہو سکتا اور اب اس وقت تک

اس اہرام میں ہی اپنی بچی کو یاد کر کے روتا رہوں گا۔ جب تک کہ مجھے میری بچی نہیں مل جاتی۔ تب سے لے کر اب تک ہزاروں سال گزر گئے ہیں۔ میں ہر رات اپنی بچی کے مجسمے کی طرف دیکھ کر یہ بربط بجاتا ہوں۔ اور اپنی بیٹی کو یاد کر کے روتا رہتا ہوں۔ خدا کا شکر ہے کہ تم انسانوں کی شکل دیکھی۔ اب مجھے امید پیدا ہو چلی ہے کہ تم میری بچی کو مجھ سے ملا دو گے اور میری روح اپنی بچی کو دیکھ کر خوشی خوشی جنت میں داخل ہو سکے گی۔"

تھیوسانگ اور ماریا بت بنے اس بد نصیب باپ کی درد بھری کہانی سن رہے تھے۔

ماریا نے کہا۔

"محترم! آپ کی درد انگیز داستان نے میرے دل کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ لیکن آپ کی بچی کہاں سے ملے گی؟ اس کو آپ سے جدا ہوئے ہزاروں برس بیت چکے ہیں۔ اس کی تو ہڈیاں بھی باقی نہیں رہیں ہوں گی۔"

بوڑھے کی روح نے آہ بھر کر کہا۔

"ہمارے مذہب میں آواگون پر یقین رکھا جاتا تھا۔ آواگون کا مطلب یہ ہے کہ ہماری روح مرنے کے

بعد کسی دوسرے جسم میں دوبارہ جنم لے کر اس دنیا میں واپس آ جاتی ہے۔ میں مر نہیں سکا ورنہ میری روح بھی کسی دوسرے جنم میں آ کر اپنی بچی کبالی کو ضرور تلاش کر لیتی۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ میری بیٹی کبالی مرنے کے بعد ضرور کسی نہ کسی جنم میں اس دنیا میں زندہ ہو گی۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"اگر وہ کسی جنم میں زندہ بھی ہوئی تو کسی دوسری شکل میں ہو گی۔ تم اسے اور وہ تمہیں کیسے پہچانے گی؟"

بوڑھے کی ممی کہنے لگی۔

"ہمارے مذہب میں یہ بات بھی صاف لکھی ہوئی ہے کہ اگر کوئی باپ اپنی بچی کی یاد میں اسے دیکھے بغیر روتے روتے مر جائے۔ تو اس کی گمشدہ بچی کی روح میں اتنی طاقت آ جاتی ہے کہ اپنے باپ کی یادیں اس کے ہر جنم میں اس کے ذہن میں زندہ رہتی ہیں۔ اور وہ اپنے باپ کو پہچان لیتی ہے اور دوسری یہ بات بھی لکھی ہے کہ اپنے باپ سے زبردستی بچھڑی ہوئی بچی کی شکل ہر جنم میں وہی رہتی ہے۔

تاکہ اس کے باپ کی روح اِسے پہچان سکے۔ اس لیے میں اپنی بیٹی کو اور میری بیٹی مجھے فوراً پہچان لے گی۔ اس طرح اس کو دیکھنے کے بعد میری روح اطمینان سے جنت میں داخل ہو جائے گی اور پھر اپنے مذہب کے مطابق کچھ وقت گزر جانے پر دوسرے جنم میں ظاہر ہو گی۔ لیکن مجھے میری بیٹی کبالی سے ملا دو۔ اِسے تلاش کر کے میرے پاس لاؤ۔ تاکہ میں اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کر سکوں۔ اور اپنے جگر کے ٹکڑے کو اپنے بربط پر وہی لوری سنا سکوں۔ جو وہ بچپن میں مجھ سے سنا کرتی تھی۔"

ماریا نے پوچھا۔

"آپ کے خیال میں وہ اس وقت کس ملک میں ہو سکتی ہے؟"

ممی نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ میری پیاری بیٹی کبالی اسی ملک کے کسی شہر میں دوسرے جنم میں زندگی بسر کر رہی ہو گی۔"

تھیوسانگ بولا۔

"اگر آپ کے مذہب کے مطابق آپ کی بیٹی کی یادداشت اسی طرح زندہ ہے تو وہ آپ کے پاس یہاں کیوں نہیں

آ جاتی؟"

ممی نے جواب دیا۔

"یہ بھی قدرت کی عجیب ستم ظریفی ہے کہ وہ ویسے مجھے یاد نہیں کر سکتی۔ مگر جب کوئی اس کے سامنے میرے نام لے گا اور اِسے اس کے پرانے جنم کی کوئی بات بتائے گا تو اس کی ساری یادیں ایک دم بیدار ہو جائیں گی اور وہ مجھے ملنے کو بے تاب ہو جائے گی۔"

تھیوسانگ اور ماریا نے غم نصیب باپ سے وعدہ کیا کہ وہ اس کی بیٹی کو تلاش کر کے اس کے پاس لانے کی پوری پوری کوشش کریں گے۔ بوڑھی ممی نے اپنا نام پایان بتایا۔ تھیوسانگ اور ماریا نے کبالی کے مجسمے [illegible] سے دیکھا اور اس کی شکل اچھی طرح ذہن میں بٹھا لی۔ اس کے باپ کی ممی نے انہیں یہ بھی بتایا کہ اس کی بیٹی کبالی جب ہنستی تھی تو اس کے گالوں میں چھوٹے چھوٹے گڑھے پڑ جاتے تھے۔ تھیوسانگ اور ماریا دالان سے نکل کر اہرام کی تاریک گلی میں سے گزرنے لگے۔

جنم جنم کی لوری

تھیوسانگ اور ماریا اہرام سے باہر نکل آئے۔

باہر ابھی تک رات کا اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ تھیوسانگ نے اہرام کی دیوار میں سے جو پتھر نکالا تھا اِسے بڑا کرنے کے بعد واپس دیوار میں لگا دیا۔ اور وہاں کنکر سے کھرُچ کر کانٹے دار نشان بنا دیا تاکہ وہ دوسری بار بھی اسی جگہ سے اندر داخل ہو سکیں۔ ماریا نے کہا۔

"اس دُکھی باپ کی کہانی نے مجھے بڑا متاثر کیا ہے۔ تھیوسانگ! میں تو اپنی مصیبت بھول گئی ہوں۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"ہاں ماریا۔ میرے خیال میں یہ بوڑھا شخص جس کا نام پاپان ہے۔ اس وقت دنیا کا سب سے زیادہ غمزدہ انسان ہے۔ ہمیں اس کی مدد کرنی چاہئے اور اس کی بیٹی کبالی کو تلاش کر کے اسے باپ کے پاس پہنچا دینا چاہیئے۔"

ماریا نے گہرا سانس لے کر کہا۔

"باپ بیٹی کی محبت کتنی مقدّس محبت ہوتی ہے۔ اور پھر ایسا باپ کہ جو ہزاروں سال سے اپنی بیٹی کا انتظار کر رہا ہو۔ اس کے غم کا کوئی کیا مقابلہ کر سکتا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ ہم اس کی بیٹی کبالی کو کہاں تلاش کریں گے؟ خدا جانے وہ اپنے ہزارویں جنم میں کہاں زندگی بسر کر رہی ہو گی۔"

ماریا کہنے لگی۔

"سب سے پہلے تو ہمیں مایا دیوی کے مندر میں چل کر ناگ کے سیاہ موتی کا معمہ حل کرنا ہے۔ اس کے بعد ہم کبالی کی تلاش میں نکل چلیں گے۔ مجھے امید ہے کہ خداوند ہماری مدد کرے گا اور ہم ایک غم زدہ باپ کو اس کی بیٹی ضرور ملا دیں گے۔"

یونہی باتیں کرتے کرتے رات ڈھلتی چلی گئی اور سورج نکل آیا۔ سورج کی سنہری کرن روشنی میں ویران میدانوں کی چھوٹی ٹیکریاں اور ٹیلے صاف نظر آنے لگے۔ دُور دُور تک مایا تہذیب کے قدیم کھنڈر پھیلے ہوئے تھے۔ مایا اور تھیوسانگ اہرام سے اٹھ کر کھنڈروں کی طرف چل پڑے۔ دوپہر تک انہیں مایا دیوی کا مندر کہیں نہ ملا۔ وہ ایک ٹوٹی پھوٹی بارہ دری میں تھوڑی دیر

آرام کرنے کو بیٹھ گئے۔ اس کے بعد اُٹھے اور دوبارہ مایا دیوی کے مندر کی کھوج میں چل دیئے۔ تیسرے پہر انہیں دُور ایک ٹیلے کے سائے میں ایک اونچا لمبوترہ مینارہ سا دکھائی دیا۔ ماریانے کہا۔

"تھیوسانگ! مجھے لگتا ہے کہ وہی مندر ہے۔"

وہ قریب گئے تو دیکھا کہ پتھروں کی ایک پرانی بارہ دری کے ساتھ ایک خستہ حال کوٹھڑی بنی ہے۔ جس کی دیواروں کے پتھر اکھڑے ہوئے ہیں۔ چبوترے میں جگہ جگہ گھاس اُگ رہی ہے۔ وہ اندر گئے تو تھیوسانگ نے ماریا کی طرف دیکھ کر کہا۔

"یہی مایا دیوی کا مندر ہے ماریا۔"

کوٹھڑی میں ٹھنڈا ٹھنڈا اندھیرا پھیلا تھا۔ اس اندھیرے میں انہیں دیوار کے ساتھ ایک عورت کی سبز رنگ کی مورتی نظر آئی۔ مورتی پر مٹی جمی تھی۔ جسم پر جگہ جگہ مکڑیوں کے جالے بُن رکھے تھے۔ ماریا اور تھیوسانگ جلدی سے اس کے نزدیک گئے۔ اور انہیں مورتی کے گلے میں سیاہ موتیوں کی ایک مالا نظر آئی۔ یہ موتی اتنے ہی بڑے بڑے تھے جتنا بڑا موتی تھیوسانگ کے پاس تھا۔

اس نے جیب سے موتی نکال کر ماریا کو دکھایا اور بولا۔

"بالکل اسی سائز کے موتی ہیں مورتی کے گلے میں مگر دیکھو ان میں سے ایک موتی غائب ہے۔ ضرور یہ وہی

موتی ہے۔"

ماریا نے کہا۔

"اس موتی کو مورتی کے گلے میں نہیں پرو سکتے۔ ایسا کرو کہ سیاہ موتی، اس مورتی کے ہاتھ میں رکھ دو۔"

مایا دیوی کے مجسمے کا ایک ہاتھ پھیلا ہوا تھا۔ تھیوسانگ نے ناگ کی خوشبو والا سیاہ موتی مایا دیوی کی ہتھیلی پر رکھ دیا۔ ہتھیلی پر رکھتے ہی سیاہ موتی ہلنے لگا۔ پھر آہستہ آہستہ اوپر اُٹھا اور مورتی کی گردن میں پڑے ہوئے ہار میں دوسرے موتیوں کے ساتھ جا کر ٹک گیا۔ تھیوسانگ اور ماریا خاموشی سے یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے۔ ماریا نے کہا کہ یہ تو موتی ہمارے ہاتھ سے بھی گیا۔ تھیوسانگ نے اِسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ کیونکہ وہ دیکھ رہا تھا کہ سیاہ موتی کے سوراخ میں سے ایک باریک کالا سانپ رینگتا ہوا باہر نکل رہا تھا۔ اب اس سانپ پر ماریا کی بھی نظر پڑی۔ اس نے کہا "یہ تو سانپ ہے۔ کہیں یہ ناگ تو نہیں؟ مجھے اس کی خوشبو آنے لگی ہے۔" تھیوسانگ ذرا پیچھے ہٹ گیا۔ ناگ کی خوشبو اب اِسے بھی بالکل صاف آرہی تھی۔

سیاہ موتی میں سے نکل کر سانپ مورتی کے سینے پر رینگنے لگا اور پھر اس کے ہاتھ کی ہتھیلی میں سے لٹک کر نیچے گر پڑا۔ نیچے گرتے ہی سانپ نے ایک پھنکار ماری اور اُن کے سامنے ناگ

موجود تھا۔ ماریا اور تھیوسانگ نے اپنے سامنے ناگ کو دیکھا تو ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ تھیوسانگ نے ناگ کو گلے لگا لیا۔ ناگ نے ماریا کے سر پہ ہاتھ رکھ کر کہا۔

"ماریا بہن! اگر تم لوگ مجھے جزیرے سے اُٹھا کر یہاں نہ لاتے۔ تو خدا جانے میں کب تک وہیں پڑا رہتا۔"

ناگ نے تھیوسانگ کا بھی شکریہ ادا کیا۔ کہ وہ اُسے اُٹھائے اُٹھائے پھرتا رہا۔ تھیوسانگ نے کہا کہ اسے موتی میں سے ناگ کی خوشبو آ رہی تھی وہ اِسے اپنے سے کیسے جُدا کر سکتا تھا۔ وہ تینوں مایا دیوی کے مندر میں سے باہر آ گئے۔ ناگ نے انہیں اپنی کہانی سنائی کہ کس طرح وہ منگلا کے انتقام کی زد میں آ گیا۔ ماریا اور تھیوسانگ نے اسے اپنی اپنی داستان سنائی۔ اب وہ کیٹی اور عنبر کے بارے میں باتیں کرنے لگے کہ وہ کہاں ہوں گے اور کس حال میں ہوں گے۔ تھیوسانگ نے کہا۔

"وہ جہاں بھی ہوں گے ایک نہ ایک دن اسی طرح ہمیں آن ملیں گے۔ جس طرح ہم ایک دوسرے سے مل گئے ہیں۔"

ناگ نے چاروں طرف دیکھا اور بولا۔

"میں نے بدنصیب باپ کی ساری غم ناک کہانی سن لی تھی مجھے بھی اس سے بڑی ہمدردی ہے۔ میں بھی

چاہتا ہوں کہ اس کی بچی کبالی کو ہر حالت میں تلاش کر کے اسے اس کے باپ کے پاس پہنچا دیا جائے۔ تاکہ باپ کے کلیجے میں ٹھنڈ پڑ جائے۔ اس کے بعد ہم عنبر اور کیٹی کی تلاش میں نکلیں گے۔ پہلے ہمیں اس غم زدہ باپ کی مدد کرنی ہوگی۔"

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"ہم نے تو فیصلہ کر لیا ہے کہ چاہے ہمیں اپنی جانیں خطرے میں کیوں نہ ڈالنی پڑ جائیں۔ ہم کبالی کا کھوج لگانے کی بھرپور کوشش کریں گے۔"

ناگ نے کہا۔

"کبالی اس وقت شاید اپنے بیس ہزارویں جنم میں زندگی بسر کر رہی ہوگی۔ اور جیسا کہ اس کے غم نصیب باپ نے کہا ہے۔ اس کی اپنے باپ کے بارے میں یادداشت صرف اسی صورت میں بیدار ہوگی۔ جب اس کے ساتھ اس کے باپ اور بربط پر گائی جانے والی لوری کا ذکر کیا جائے گا۔ اس میں خطرہ بھی ہے کہ ہو سکتا ہے کبالی کی یادداشت بیدار نہ ہو سکے۔"

ماریا نے کہا۔

"لیکن بوڑھے باپ نے خاص طور پر ہمیں کہا تھا کہ

بربط والی لوری کا ذکر کرنے سے کبالی کی یادداشت
بیدار ہو جائے گی۔ اور وہ اپنے باپ سے ملنے کو
بے تاب ہو جائے گی۔"

تھیوسانگ بولا۔

"میرا بھی خیال ہے کہ ایسا ہی ہو گا۔"

ناگ نے کہا۔

"ہمیں امید کرنی چاہیئے کہ ایسا ہی ہو گا۔ مگر یہ
ملک برازیل بہت بڑا ملک ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے
کہ ہم اسے کہاں تلاش کرتے پھریں؟"

ماریا نے کہا۔

"اس کے لیے تو ہمیں اس ملک کے شہر شہر میں گھوم پھر
کر کبالی کو ڈھونڈھنا ہو گا۔ اور یہ کوئی آسان کام نہیں
ہے۔"

ناگ کہنے لگا۔

"میرا خیال ہے کہ اس سے تو یہی بہتر ہے کہ ہم سپیروں
کا بھیس بدل لیں۔ میں سپیرا بن جاؤں اور ماریا سپیرن
بن جائے اور تھیوسانگ ہمارا ساتھی بن کر ہمارے
ساتھ سفر کرے۔ اس طرح سے ہم سانپوں کا تماشہ
دکھانے کے بہانے کسی بھی گھر کے صحن تک جا
سکیں گے اور یوں ماریا گھر کے اندر بھی جا کر کبالی
کی شکل ایسی لڑکی کو ڈھونڈھ سکتی ہے۔"

"اچھا خیال ہے۔" ماریا بولی۔

پھر تھیوسانگ سے پوچھا گیا۔ اس نے کہا۔

"جو آپ کو منظور۔ وہی مجھے منظور ہو گا۔ ہمیں آج
ہی کسی قریبی شہر میں جا کر اپنا بھیس بدل ڈالنا ہو گا۔
شہر میں ہمیں دوسرے کپڑے مل جائیں گے۔"

ناگ نے کہا۔

"تو پھر ہمیں اسی وقت کسی قریبی شہر کی طرف روانہ
ہو جانا چاہیئے۔"

اور وہ مایا دیوی کے مندر کے سامنے سے گزر کر ایک سنسان
ویران پگ ڈنڈی پر ہو گئے۔ جو ویران گرم خشک ٹیلوں میں سے
چکر کھا کر گزرتی تھی۔ یہ سفر ایسا تھا کہ انہیں کچھ معلوم نہیں تھا کہ
آگے کون سا شہر یا قصبہ آئے گا۔ ناگ نے ماریا سے کہا۔

"کاش تم غیبی حالت میں ہوتیں اور اڑ کر آگے پتہ
کرتیں کہ کوئی آبادی کتنی دور ہے۔"

ماریا بولی۔

"ناگ بھیا! یہ کام تو تم بھی کر سکتے ہو۔ تمہاری طاقت
تو تمہارے پاس ہی ہے۔"

ناگ بولا۔

"کچھ کہہ نہیں سکتا۔ لیکن تجربہ کر کے دیکھ لیتا ہوں"۔

ناگ نے سانس اوپر کو کھینچا اور جب آہستہ سے چھوڑا تو انسان کی بجائے ایک سیاہ عقاب بن چکا تھا۔ ناگ نے خوش ہو کر کہا۔

"میری طاقت میرے ساتھ ہی واپس آگئی ہے۔ خدا کا شکر ہے۔ تم اسی جگہ ٹھہرو۔ میں آگے جا کر معلوم کرتا ہوں کہ بستی یا شہر کتنی دور ہے"۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"جلدی واپس آنا ناگ! ہمیں تمہاری فکر ہی لگی رہے گی"۔

ناگ نے تھیوسانگ کو تسلی دی اور زمین سے اوپر فضا میں غوطہ لگا گیا۔ پھر اس نے شمال مغرب کی طرف تیزی سے اڑنا شروع کر دیا۔ اس وقت ناگ ایک جیٹ ہوائی جہاز کی رفتار سے اڑ رہا تھا۔ پندرہ بیس منٹ کے اندر ہی اسے دور ایک دریا کے کنارے بہت بڑے شہر کے اونچے مکان نظر پڑے۔ اس نے شہر کے اوپر ایک چکر لگایا۔ یہ کافی وسیع شہر تھا۔ اور اس کے ارد گرد پتھر کی فصیل تھی۔ ناگ فوراً واپس آیا اور تھیوسانگ اور ماریا کو اس شہر کی خبر دی۔ اب وہ اسی شہر کی طرف چلنے لگے۔ راستے میں ایک گاؤں آگیا۔ یہاں سے تھیوسانگ نے چاندی

کے کچھ سکے دے کر دو خچر خریدے۔ اب وہ ان خچروں پہ بیٹھ کر سفر کرنے لگے۔ ناگ عقاب کی شکل میں ان کے اوپر اڑ رہا تھا۔ دن بھر کے سفر کے بعد آخر وہ اس شہر کے پاس پہنچ گئے۔ جو ناگ پہلے سے دیکھ آیا تھا۔ انہوں نے شہر کے باہر ہی ایک باغ میں ڈیرے لگا لیے۔ یہاں ایک کنواں تھا جہاں کچھ عورتیں مٹی کی لمبوتری صراحیوں میں پانی بھر رہی تھیں۔ باغ میں اونچے اونچے درخت تھے۔ باغ کے پیچھے کچھ کچے مکان دکھائی دے رہے تھے۔ شاید یہ عورتیں وہاں سے کنوئیں پر پانی بھرنے آئیں تھیں۔ ناگ نے کہا۔

"ہمیں اپنے حلیے یہاں سپیروں ایسے بنانے ہوں گے۔ یہ عورتیں ہماری مدد کر سکتی ہیں"۔

پھر اس نے ماریا سے کہا کہ وہ ان سے ایک پٹاری اور نیلے رنگ کی لمبی چادر حاصل کرنے کی کوشش کرے

"پٹاری میں دو چار سانپ پکڑ کر رکھ لیں گے اور چادر کو پھاڑ کر ان کے رومال بنا کر باندھ لیں گے"۔ ماریا نے ناگ سے کہا۔

"تم پہلے سانپ تو پیدا کرو۔ ہو سکتا ہے یہاں ہمیں کوئی بھی سانپ نہ مل سکے"۔

تھیوسانگ بولا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ سانپ تو ہر جگہ ہوتے ہیں۔ اور پھر ناگ تو دیوتا ہے۔ اس کی ایک ہی آواز پر سانپ آجائیں گے"

ناگ نے کہا۔

"تھیو سانگ ٹھیک کہتا ہے۔ سانپ یہاں ضرور موجود ہوں گے"

ماریا کہنے لگی۔

"عورتیں پانی بھر کر اپنے گھروں کو واپس جا رہی ہیں۔ میں ان کے پیچھے جاتی ہوں۔ اور پٹاری اور نیلی چادر حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہوں۔ تم اسی جگہ بیٹھو"

اتنا کہہ کر ماریا ان مکانوں کی طرف چل دی جو باغ کے پچھواڑے نظر آ رہے تھے۔ اور جس طرف صراحیوں والی عورتیں گئیں تھیں۔ ایک عورت پانی سے بھری ہوئی صراحی لے کر اپنے مکان میں داخل ہوئی تو ماریا نے اس کو آواز دی۔ وہ صراحی اندر رکھ کر واپس آگئی۔ ماریا نے اس علاقے کی زبان میں اسے سلام کیا اور بتایا کہ وہ اپنے دو بھائیوں کے ساتھ انگری شہر سے آئی ہے اور اس شہر میں سیاحت کرنا چاہتی ہے۔ مگر اس کے پاس سر پہ لینے کو چادر اور

روٹی وغیرہ رکھنے کو کوئی پٹاری نہیں۔ اگر تم دے سکو تو تمہاری بڑی مہربانی ہو گی۔ عورت مسکرانے لگی اور ماریا کو ایک کرسی پر بٹھایا۔ اسے پینے کو دودھ لا کر دیا اور پھر کوٹھڑی سے ایک نیلی چادر اور چھوٹی سی ٹوکری لے آئی۔ جس پر ڈھکن لگا تھا۔ ماریا نے یہ دونوں چیزیں لے کر اس عورت کا شکریہ ادا کیا اور ناگ تھیو سانگ کے پاس آگئی۔

ناگ نے فوراً نیلی چادر کے تین ٹکڑے کیے۔ ایک ایک ٹکڑا تینوں نے اپنے اپنے سروں پر باندھ لیا پٹاری ناگ نے اپنے پاس رکھ لی اور وہیں درخت سے ایک ٹہنی توڑ کر اس کی سوٹی بنا کر ہاتھ میں سپیروں کی طرح پکڑ لی پھر اس نے وہاں پر موجود کسی بھی سانپ کو آواز دی۔ ناگ دیوتا کی آواز پر کنوئیں کے اندر سے ایک دھاری دار سبز رنگ کا سانپ پھنکارتا ہوا باہر نکلا تو جو عورتیں پانی بھر رہی تھیں۔ وہ چیخیں مار کر بھاگیں۔ ناگ لپک کر وہاں گیا اور بولا۔

"بہنو! گھبراؤ نہیں میں سانپ کو پکڑتا ہوں"

بھلا سانپ کو ناگ کیسے نہیں پکڑ سکتا تھا۔ سانپ تو آیا ہی ناگ کے لیے تھا۔ سانپ نے آتے ہی ناگ کے آگے اپنے سر جھکا دیا اور بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا نے کیسے یاد فرمایا؟"
ناگ نے کہا۔

" مجھے تین چار سانپ چاہئیں۔ جو کچھ دیر میرے ساتھ رہیں گے۔"

سبز دھاریدار سانپ بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا! میں ابھی حاضر کیے دیتا ہوں۔"

سبز سانپ نے کنوئیں میں منہ ڈال کر آواز دی۔ فوراً چار سانپ کنوئیں میں سے نکل آئے۔ ناگ نے انہیں پٹاری میں بند کر دیا۔ عورتیں دُور کھڑی یہ تماشا دیکھ رہی تھیں۔ ناگ نے سانپوں کی پٹاری بغل میں دبائی اور ماریا اور تھیوسانگ کو ساتھ لے کر شہر کے دروازے کی طرف چل دیا۔ انہوں نے شہر میں داخل ہوتے ہی سانپوں کا تماشہ دکھانا شروع کر دیا۔ جو لوگ وہاں اکٹھے ہوتے ماریا اور تھیوسانگ اِن میں سے عورتوں کی شکلوں کو غور سے دیکھتے کہ کہیں اِن میں کوئی اہرام والے بوڑھے پاپان کی بیٹی کبالی تو نہیں ہے۔ دن بھر وہ شہر میں تماشہ دکھاتے رہے مگر کبالی انہیں کہیں نظر نہ آئی۔

شام ہو گئی تو ناگ ماریا اور تھیوسانگ واپس شہر کے باہر والے ——— باغ میں آرام کرنے لگے۔ اتنے میں باغ والے گاؤں کی طرف سے وہی عورت جس نے ماریا کو چادر

اور پٹاری دی تھی وہاں آگئی۔ اس نے ماریا کی طرف دیکھ کر کہا۔

"بہن! تم یہاں کیسے رات گزارو گی؟ یہ تو کھلی جگہ ہے۔ میرے ساتھ رہنا۔ دن نکلے تو اپنے بھائیوں کے پاس آجانا۔"

ناگ اور تھیوسانگ نے بھی ماریا سے کہا کہ وہ اس عورت کے گھر چلی جائے۔ کیونکہ ماریا غائب حالت میں نہیں تھی اور اس کے لیے یہی بہتر تھا کہ وہ کسی کے گھر میں رات بسر کرے۔ ناگ بولا۔

"آج کی رات تم اس عورت کے پاس رہ لو۔ کل ہم شہر میں کوئی اپنا مکان لے لیں گے۔ کیونکہ ابھی شہر پورا نہیں دیکھا۔ اور کبالی کی تھوڑی بہت تلاش باقی ہے۔"

وہ گاؤں کی عورت بڑی بھولی تھی۔ اور اس کا اخلاق بھی بہت بلند تھا۔ چنانچہ ماریا اس کے ساتھ اس کے گھر آگئی۔ یہ کچا مکان تھا۔ جس کی دو کوٹھڑیاں تھیں۔ عورت وہاں اکیلی رہتی تھی اس نے ماریا کو بتایا کہ وہ بیوہ ہے اور اس کی کوئی اولاد نہیں۔ شہر کے ایک امیر سوداگر کے مکان پر دن بھر کام کرتی ہے اور شام کو واپس اپنے گھر آجاتی ہے۔

"میری مالکن بوڑھی ہو گئی ہے۔ مجھے اس کے لیے شام کو بھی پانی گرم کرنا پڑتا ہے۔ اس گرم پانی سے اس کے پاؤں دھوتی ہوں۔ پھر اسے بستر میں لٹا کر واپس آتی ہوں۔ تم بتاؤ یہ تمہارے بھائی ہیں جو ساتھ ہیں؟ تمہاری شادی نہیں ہوئی کیا؟"

ماریا نے مسکرا کر کہا۔

"میری ابھی شادی نہیں ہوئی۔ ہم ملک سماریہ کے رہنے والے ہیں۔ ہمارے ملک میں دستور ہے کہ جب تک کوئی لڑکی سمندر پار کے کسی ملک کی سیاحت نہیں کر آتی۔ اس کی شادی نہیں ہو سکتی۔ میرے بھائی سپیرے ہیں۔ چنانچہ میں ان کے ساتھ سمندر پار اس ملک میں آ گئی ہوں۔ اب واپس جاؤں گی تو میری شادی ہو جائے گی"

عورت نے کہا۔

"میرا نام اُگاتی ہے۔ تمہارا نام کیا ہے؟"

"میرا نام ماریا ہے"

اُگاتی مسکرانے لگی۔

"کیا تم نے اپنا دولہا پسند کر لیا ہے؟"

ماریا نے گھبرا کر دوسری طرف دیکھا اور پھر اُگاتی سے

مخاطب ہو کر کچھ شرما گئی۔ اور بولی۔

"نہیں۔ میرے بھائیوں نے دیکھا ہے میرے بھائی ہی میری شادی وہاں کریں گے"

اگاتی نے کہا۔

"اچھا یہ بتاؤ اگر تمہارے بھائی سپیرے ہیں تو پھر ان کے پاس سانپوں کی پٹاری کیوں نہیں تھی؟ میں نے سنا ہے کہ تم لوگوں نے سانپ بھی باغ کے کنوئیں سے پکڑے تھے؟"

ماریا کہنے لگی۔

"اگاتی بہن! ہم ایک طویل فاصلہ طے کر کے آ رہے ہیں۔ راستے میں ہم ایک جگہ سو رہے تھے کہ چور سپیرا آیا اور ہماری سانپوں کی پٹاری اور ہمارے نیلے رومال اٹھا کر لے گیا"

اُگاتی نے ماریا کے ہاتھ ناگ اور تھیوسانگ کے لیے کھانا بھجوایا۔ ناگ نے پوچھا۔

"وہاں کوئی خطرہ تو نہیں ہے ماریا؟ اگر ایسی بات ہو تو میں ایک سانپ کو تمہاری حفاظت کے لیے بھیج دیتا ہوں"

ماریا بولی۔

"وہ بے چاری تو بڑی ہی نیک عورت ہے۔ یہاں کسی سوداگر کی حویلی میں دن بھر کام کرتی ہے۔ دیکھو بے چاری نے کتنی محبت اور خلوص سے تمہارے لیے دودھ اور روٹی بھجوائی ہے۔ غریب عورت ہے۔ مگر بے حد مخلص اور انسان دوست ہے۔"

ناگ نے بھی اُگاتی کی تعریف کی۔ انہیں کھانے پینے کی ضرورت تو نہیں تھی لیکن اُگاتی کے خلوص کو سامنے دیکھتے ہوئے انہوں نے مل کر دودھ روٹی کھالی۔ ماریا برتن لے کر صبح آنے کا کہہ کر چلی گئی۔ دوسرے دن صبح ہوتے ہی ماریا ناشتے کے لیے دودھ اور روٹی لے کر آگئی۔ یہ ناشتہ نیک دل عورت اُگاتی نے ماریا کو اس کے بھائیوں کے لیے دیا تھا۔

اب تھیوسانگ اور ناگ نے ماریا کو ساتھ لیا اور شہر کے اندر جا کر ایک خالی کوٹھڑی کرائے پر لے لی۔ دن بھر وہ شہر میں سانپ کا تماشہ دکھاتے اور رات کو اپنی کوٹھڑی میں آ جاتے۔ تین دن ہو گئے۔ مگر دُکھی باپ پایان کی بیٹی کبالی کا انہیں کوئی سراغ نہ مل سکا۔ ماریا نے تھیوسانگ سے کہا۔

"تھیوسانگ! اس طرح تو ہمیں کبالی کو تلاش کرنا بہت مشکل ہو جائے گا۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم بازار سے ایک بربط خرید کر اس پر وہی دُھن بجائیں جو کبالی کا

بوڑھا باپ اہرام کے اندر رات کو بجاتا ہے اور جو وہ اپنی بیٹی کو بجا کر سلایا کرتا تھا۔ ہو سکتا ہے اگر کبالی اپنے نئے جنم میں یہاں کسی مکان میں رہتی ہو تو بربط کی وہی لوری والا نغمہ سُن کر اسے اپنا پچھلا جنم یاد آ جائے۔ ویسے ہم اس کو اس کی شکل سے بھی پہچان سکتے ہیں۔ لیکن بربط کے نغمے سے ہمیں کبالی کو اس کا پچھلا جنم یاد کرانے میں بڑی مدد ملے گی۔"

تھیوسانگ بولا۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ بوڑھے باپ پایان نے کہا تھا کہ اس کی بیٹی کبالی کو اس کا پچھلا جنم یاد نہیں ہو گا۔ اسے یاد دِلانا پڑے گا۔ اگر ہمیں کبالی کی شکل والی کوئی لڑکی مل جاتی ہے تو ہم ویسے ہی اسے اس کا پچھلا جنم یاد دِلا سکتے ہیں۔"

ناگ نے کہا۔

"لیکن اگر ہم بربط پر لوری والا نغمہ بھی ساتھ ہی سنا دیں گے تو کبالی کو اپنا پچھلا جنم یاد کرنے میں بہت آسانی ہو گی۔ اس لیے ماریا کی تجویز بڑی معقول ہے۔ ہمیں صبح بازار سے ایک نیا بربط خریدنا ہو گا۔ تم وہی نغمہ بربط پر بجا لو گے نا؟"

تھیوسانگ نے کہا کہ اِسے وہ نغمہ یاد ہے جو اہرام میں بوڑھا باپ بجایا کرتا ہے۔

چنانچہ اگلے روز انہوں نے بازار سے ایک بربط خرید لیا۔ تھیوسانگ اور ماریا نے اپنی یادداشت کی مدد سے بربط پر وہ لوری والا نغمہ نکال لیا جو بوڑھا باپ آج سے دس ہزار برس پہلے اپنی بیٹی کبالی کو سُنا کر سلایا کرتا تھا۔ یہ نغمہ بہت اداس اور غمگین تھا۔ اب وہ جہاں سانپوں کا تماشہ دکھاتے۔ ماریا بربط اٹھا کر اس پہ لوری والا دردناک نغمہ بجانے لگتی۔ تھیوسانگ اور ماریا عورتوں کی شکلوں کو غور سے دیکھتے۔ تھیوسانگ اور ماریا بوڑھے پایان کی بیٹی کبالی کی شکل کو اچھی طرح پہچان سکتے تھے۔ انہوں نے اس کا مجسمہ غور سے دیکھا تھا جو اہرام کے اندر بوڑھے دُکھی باپ کے تابوت کے سامنے والی میز پر رکھا ہوا تھا۔

انہیں شہر میں تماشہ دکھاتے اور بربط بجاتے دس دن گزر گئے۔ مگر انہیں کبالی کی شکل کہیں بھی نظر نہ آئی۔ ایک روز شام کے وقت تھیوسانگ اور ناگ ماریا شہر سے واپس اپنی کوٹھڑی کی طرف جا رہے تھے۔ وہ ایک بہت بڑی حویلی کے قریب سے گزرے تو ماریا نے اگاتی کو دیکھا۔ یہ وہی عورت تھی جس نے ماریا کو اپنے شہر کے باہر والے مکان میں ٹھہرایا

تھا اور جو اس حویلی میں ملازمہ تھی۔ اگاتی پریشان تھی اور گلی میں تیز تیز قدموں سے جا رہی تھی۔

ماریا نے اِسے دیکھا تو سلام کیا اور پوچھا کہ وہ پریشان کیوں ہے؟ اگاتی نے کہا۔

”میری مالکن مر رہی ہے۔ میں حکیم کو لینے جا رہی ہوں کہ شاید مالکن کی جان بچ جائے۔“

ناگ نے کہا۔

”بہن! ہمیں اپنی مالکن کے پاس لے چلو۔ ہو سکتا ہے ہم اس کی بیماری کا کوئی علاج کر سکیں۔“

اگاتی نے پوچھا کہ کیا وہ حکیم ہے؟ ناگ بولا۔ ”میں ٹوٹنے ٹوٹکے اور جڑی بوٹیوں سے علاج کر لیتا ہوں۔“ اگاتی بولی ”میری مالکن بے حد بوڑھی ہو چکی ہے۔ اب اس کے بچنے کی کوئی امید نہیں ہے۔ میں ویسے ہی خانہ پُری کرنے کی خاطر حکیم کو بلانے جا رہی ہوں۔ حکیم جی نے تو صبح ہی کہہ دیا تھا کہ اب تمہاری مالکن کا کوئی علاج نہیں ہے۔ وہ شام تک مر جائے گی۔ لیکن میں مجبور ہوں۔ چاہتی ہوں میری مالکن زندہ رہے۔ اچھا تم اگر اس کا علاج کر سکتے ہو تو میرے ساتھ چلو۔ مجھے خوشی ہو گی۔“

اگاتی نے ماریا تھیوسانگ اور ناگ کو ساتھ لیا اور حویلی

میں آ گئی۔ یہ حویلی کافی بڑی تھی۔ اس کی مالکن بڑی امیر عورت تھی۔ وہ بیوہ تھی اور اس کی کوئی اولاد بھی نہیں تھی۔ حویلی میں نوکر چاکر اور لونڈیاں اُداس اُداس پھر رہی تھیں۔ اگاتی ماریا ناگ اور تھیوسانگ کو لے کر حویلی کے سب سے بڑے اور سجے سجائے کمرے میں داخل ہوئی۔ کمرے میں زیتون کے تیل کا شمع دان روشن تھا۔ ایک عالی شان پلنگ پر ریشمی بستر بچھا ہوا تھا۔ جس پر ایک سفید بالوں والی بوڑھی عورت آنکھیں بند کیے خاموش لیٹی تھی۔ اس کا رنگ زرد تھا اور وہ مر رہی تھی۔ قریب پہنچ کر ماریا اور تھیوسانگ اچانک چونک اٹھے۔ ماریا تھیوسانگ کو ایک طرف کھینچ کر لے گئی اور بولی۔

"تھیوسانگ! مجھے یہ کیالی لگتی ہے۔"

تھیوسانگ بولا۔

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو ماریا۔ مجھے اس کی شکل دیکھ کر پہلے ہی شک پڑا تھا۔ اگرچہ وہ بہت بوڑھی ہو گئی ہے مگر اس کے نقش اسی مجسّمے سے ملتے ہیں جو اہرام میں دُکھی باپ پایان کی مزار پر رکھا ہوا تھا۔ یہ ضرور کبالی ہی ہے۔"

ناگ بھی ان کے پاس آ گیا۔ جب ماریا نے اسے بتایا

کہ یہ عورت کبالی ہی ہے تو اسے اس کا پچھلا جنم یاد دلانا چاہیئے۔ اگر اس کی یادداشت واپس آ جاتی ہے تو ہم اسے ابھی اُٹھا کر واپس اہرام میں اس کے ہزاروں برس پہلے کے باپ کے پاس لیے چلتے ہیں تا کہ اس غم زدہ باپ کے دل میں ٹھنڈ پڑ سکے۔"

ماریا نے کہا۔

"ہمیں جلدی کرنی چاہیئے۔ کیونکہ یہ عورت کبالی مر رہی ہے۔ اگر یہ مر گئی تو نہ جانے پھر کونسے جنم میں دوبارہ پیدا ہو۔ پھر اسے تلاش کرنا مشکل ہو جائے گا۔"

تھیوسانگ بولا۔

"میں بربط پہ وہی لوری بجاتا ہوں۔ جو یہ عورت کبالی اپنے پرانے جنم میں اپنے باپ سے سنا کرتی تھی۔"

نوکرانی اگاتی اپنی مالکن کے سرہانے خاموش کھڑی تھی۔ ماریا تھیوسانگ اور ناگ جلدی سے بوڑھی عورت کے پلنگ کے پاس آئے۔ تھیوسانگ نے بربط کپڑے کے تھیلے میں سے نکالا اور اس پر وہی لوری والا نغمہ چھیڑ دیا جو کبالی کا باپ ہزاروں برس پہلے کے جنم میں رات کو سلانے کے لیے بجایا کرتا تھا۔ جونہی بربط پر لوری والا نغمہ بلند ہوا۔ بوڑھی عورت کے بھنچے ہوئے ہونٹ کپکپانے لگے۔ ناگ ماریا اور

تھیوسانگ نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ بربط کے نغمے کا اثر شروع ہو گیا تھا۔ تھیوسانگ نے بربط پر نغمے کی لَے تیز کر دی۔ اچانک بوڑھی عورت نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لکیریں بہہ رہی تھیں۔

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

کبالی کی تلاش

تھیوسانگ نے بربط کی لَے اور تیز کر دی۔ بوڑھی عورت کی آنکھوں سے آنسوؤں کی ندیاں بہنے لگیں۔ وہ سسکیاں بھر رہی تھیں۔ اس کے نیم مردہ خشک کانپتے ہوئے ہونٹوں سے ایسی آواز نکلی۔ جیسے اس نے اپنے باپ کو آواز دی ہو۔ پھر اس نے ہاتھ کے اشارے سے تھیوسانگ کو بربط بجانے سے روک دیا۔ تھیوسانگ نے بربط بجانا بند کر دیا۔ ماریا اور ژانگ بوڑھی عورت کو غور سے دیکھ رہے تھے۔ ماریا اور تھیوسانگ کو یقین ہو گیا تھا کہ یہی بوڑھی عورت کبالی یعنی اہرام میں رہنے والے سوگوار باپ کی اکلوتی بیٹی ہے۔ اگرچہ وہ بے حد بوڑھی ہو گئی تھی لیکن اس کے نین نقش کبالی ہی کے تھے۔ ماریا نے جھک کر بوڑھی عورت کے کان میں آہستہ سے کہا۔

"کبالی"

عورت نے چونک کر ماریا کی طرف دیکھا اور بہت ہی کمزور

آواز میں کہا۔

"تم کون ہو؟ تم نے میرے دل میں میرے پیارے باپ کی یادوں کو زندہ کر دیا ہے۔ تم نے بربط پر یہ نغمہ کہاں سے سیکھا ہے؟ یہ نغمہ مجھے میرا باپ آج سے ہزاروں برس پہلے سنایا کرتا تھا۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"ہمیں تمہارے پیارے باپ پایان نے تمہاری تلاش میں بھیجا ہے۔"

بوڑھی عورت کی آنکھیں ایک دم سے چمک اٹھیں۔

"کہاں ہے میرا پیارا باپ؟ میں اس کو ایک نظر دیکھنے کو ترس رہی ہوں۔"

ماریا نے کہا۔

"وہ برازیل کے سب سے بڑے اہرام میں تمہاری راہ دیکھ رہا ہے۔ وہ ہزاروں برس سے تابوت میں بند ہے۔ مگر زندہ ہے۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"اسے بیٹی کی محبت زندہ رکھے ہوئے ہے۔"

بوڑھی عورت کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی ہوئی تھی۔ اس کے خشک ہونٹ کانپ رہے تھے۔ اس نے مردہ آواز

میں کہا۔

"تم نے بڑی دیر کر دی۔ میں مر رہی ہوں۔ موت کا فرشتہ میری جان نکالنے کے لیے موجود ہے۔"

ماریا نے جلدی سے کہا۔

"لیکن تمہارا اپنے باپ سے ملنا بہت ضروری ہے کبالی! وہ تمہارے بغیر نہ زندوں میں ہے نہ مُردوں میں۔ وہ ہزاروں برس سے تمہاری راہ تک رہا ہے۔ جب تک تم اسے نہیں ملو گی۔ اس کی روح دنیا کو چھوڑ کر جنت میں داخل نہ ہو سکے گی۔"

بوڑھی عورت پر غشی طاری ہونے لگی تھی۔ اس کی آنکھیں بند ہوئی جا رہی تھیں۔ ماریا اور تھیوسانگ پریشان ہو گئے۔ ناگ نے کہا۔

"ہم کبالی کو اٹھا کر اس کے والد کے پاس لیے چلتے ہیں۔"

ماریا نے گہرا سانس بھر کر ناامیدی سے کہا۔

"اب دیر ہو چکی ہے ناگ! کبالی مر رہی ہے۔"

تھیوسانگ نے بوڑھی کبالی کے کان کے پاس منہ لے جا کر پوچھا۔

"کبالی! ہمیں صرف اتنا بتا دو کہ تمہارا اگلا جنم کہاں اور

کس جگہ پر ہو گا۔ ہم اس جگہ تم سے آن ملیں گے۔"

بوڑھی کبالی کے ہونٹ آہستہ آہستہ ہلنے لگے۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ ماریا نے کبالی کے ہونٹوں کے ساتھ کان لگا دیا۔ وہ کہہ رہی تھی۔

"دریائے ایمزان کے کنارے، تین سُرخ پہاڑوں کے درمیان والی وادی، ریڈ انڈین قبیلہ اس کے سردار کی بیٹی کانجو —— میں اس کے جسم میں داخل ہو رہی ہوں۔ یہ میرا نیا جنم ہے۔ نیا جنم ہے۔ الوداع میرے پیارے اچو۔ الوداع!"

اس کے ساتھ ہی بوڑھی کبالی نے ایک ہچکی لی اور اس کے جسم سے روح پرواز کر گئی۔ اس کی نوکرانی اکاتی نے رونا شروع کر دیا۔ ناگ نے اسے تسلی دی اور تھیوسانگ اور ماریا کو لے کر حویلی کے دالان والے باغیچے میں آ گیا۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا اور اس فیصلے پر پہنچے کہ انہیں دریائے ایمزان کے بائیں کنارے تین سُرخ پہاڑوں کے درمیان والی وادی کی طرف کوچ کرنا چاہیے۔ تاکہ وہاں کبالی نے اس کے نئے [illegible] ہیں۔ [illegible] کی بیٹی کانجو کی [illegible] [illegible] اور [illegible] ساتھ [illegible] [illegible] دیں

تھیو [illegible]...

"لیکن کبالی کی روح ایک نوجوان لڑکی کے جسم میں کیسے حلول کر جائے گی۔ دوسرا جنم تو پیدائش کے وقت شروع ہوتا ہے۔"

ماریا کہنے لگی۔

"ہو سکتا ہے کبالی کسی خاص طاقت سے اپنے باپ کی محبت کے زیر اثر ہے ایک نوجوان لڑکی کے جسم میں آ گئی ہو۔"

ناگ نے کہا۔

"یہ تو وہاں چل کر ریڈ انڈین لڑکی کبالی سے مل کر ہی معلوم ہو گا۔ مگر کانجو کی شکل اتنی جلدی کیسے کبالی کی شکل اختیار کر سکتی ہے؟"

ماریا نے کہا۔

"ممکن ہے کانجو پیدا ہی کبالی کی شکل میں ہوئی ہو۔ اس دنیا میں اکثر لوگ ایک دوسرے کے ہم شکل بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔"

آخر ناگ تھیوسانگ اور ماریا نے یہی فیصلہ [illegible] دریائے ایمزان والی وادی کی طرف سفر شروع کر دیا [illegible] انہوں نے پٹاری کے سانپ کنوئیں میں چھوڑ دیئے [illegible] وہیں چھینک دی [illegible] تین [illegible]

اور سفر کا کچھ ضروری سامان خریدا۔ اور خدا کا نام لے کر دریائے ایمزان کے جنگلوں کی طرف روانہ ہو گئے۔ ایک ہفتے کے سفر کے بعد وہ دریائے ایمزان کے کنارے کنارے سفر کر رہے تھے۔ اب انہیں تین سرخ پہاڑوں کی تلاش تھی۔ دریائے ایمزان کے جنگل آج بھی اپنے گھنے درختوں، خطرناک دلدلوں، وحشی جنگلی جانوروں اور بڑے بڑے سانپوں کے لیے مشہور ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان جنگلوں میں آج بھی ایسی جگہیں موجود ہیں جہاں ابھی تک کسی انسان یا شکاری نے قدم نہیں رکھا۔ ناگ ماریا اور تھیوسانگ کو سانپوں کی پروا نہیں تھی۔ جنگلی درندے سبز سانپ کے منکے کی وجہ سے ان کے قریب نہیں پھٹکتے تھے۔ دلدلوں کی بُو وہ دور ہی سے محسوس کر لیتے تھے اور ان سے ہوشیار ہو جاتے تھے۔

جنگل میں سفر کرتے ہوئے وہ ایک ایسی جگہ پہنچ گئے۔ جہاں درختوں نے مل جل کر راستہ تنگ کر دیا تھا اور وہاں سے گھوڑے نہیں گزر سکتے تھے۔ ناگ نے مشورہ دیا کہ ہمیں گھوڑوں کو اس جگہ چھوڑ دینا چاہیئے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ گھوڑے وہاں چھوڑ کر وہ پیدل ہی گھنے نیم روشن جنگل میں داخل ہو گئے۔ یہاں ایسے ایسے درخت تھے کہ جن کی شاخیں نیچے زمین میں گھس گئیں تھیں اور ان کے ستون بن

گئے تھے۔ ہر درخت پر جنگلی بیلیں چڑھی ہوئی تھیں۔ وہ بڑی احتیاط سے جنگلی جھاڑیوں میں راستہ بناتے قدم قدم چل رہے تھے۔ اچانک ماریا کی چیخ بلند ہوئی۔ وہ پیچھے پیچھے آ رہی تھی۔ ناگ اور تھیوسانگ اس کی طرف دوڑے۔ دیکھا کہ ماریا کو ایک آدم خور جھاڑی کی کانٹے دار شاخوں نے دبوچ رکھا ہے۔ برازیل کے جنگلوں میں ایسی جھاڑیاں کثرت سے ہوتی ہیں جن کی شاخیں قریب سے گزرنے والے انسان یا جانور یا جنگلی درندے کو ایکدم سے دبوچ لیتی ہیں۔ اور ان کے جسم میں اپنے کانٹے گاڑ کر خون چوسنا شروع کر دیتی ہیں۔ ماریا کی زندہ رہنے کی طاقت چونکہ اس کے پاس ہی تھی اس لیے آدم خور جھاڑی اس کا خون نہیں چوس سکی تھی۔ مگر اس نے ماریا کو پوری طرح سے جکڑ رکھا تھا۔ ناگ اور تھیوسانگ نے خنجر کی مدد سے آدم خور جھاڑی کی شاخوں کو کاٹ ڈالا اور ماریا کو آزاد کرایا۔

ماریا دہشت زدہ تھی۔ تھیوسانگ بولا۔

"کاش! ماریا کی طاقت بھی واپس آ چکی ہوتی۔ پھر ہمیں اس کی طرف سے بڑی بے فکری ہو جاتی۔"

ماریا نے اپنے بازوؤں کو سہلاتے ہوئے کہا۔

"آدم خور جھاڑی کے کانٹے میرے جسم میں کھُب کر اِدھر اُدھر حرکت کر رہے تھے۔ میرے خداوند!

تیری کیسی کیسی مخلوق یہاں آباد ہے۔"

ناگ نے ماریا کے بازو کو دیکھا۔ آہستہ آہستہ کانٹوں کے نشان ختم ہو رہے تھے۔ انہوں نے دوبارہ اپنا سفر شروع کر دیا۔ آگے جا کر درخت پر سے ایک بہت بڑا اژدھا قسم کا سانپ نیچے لٹک رہا تھا۔ اس نے ناگ دیوتا کی بُو کو محسوس کرتے ہی اپنے آپ کو درخت کی ٹہنی سے نیچے گرا لیا۔ اور اپنی گردن جھکا دی۔ ناگ اس کے قریب جا کر رُک گیا۔ اس نے اژدہا سے پوچھا کہ اس علاقے میں تین سُرخ پہاڑوں والی وادی کہاں ہے۔ اژدہا نے بڑے ادب سے جواب دیا۔

"عظیم ناگ دیوتا! یہ وادی یہاں سے آگے ایک ندی کے بہاؤ کے رخ پر ہے۔ جہاں ندی دائیں طرف مُڑ جاتی ہے وہاں بائیں جانب تین سرخ پہاڑ ہیں۔ اور وادی اِن کے بیچ میں ہے۔ مگر ناگ دیوتا! وہاں تو آدم خور قبیلہ آباد ہے۔"

ناگ نے کہا۔

"آدم خور میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔"

اژدہا بولا۔

"بیشک عظیم ناگ دیوتا آپ کے ساتھ آپ کے بہن بھائی بھی ہیں۔ آدم خور انہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

ناگ کہنے لگا۔

"تم فکر نہ کرو۔ یہ اپنی حفاظت خود کر سکتے ہیں۔ تمہارا شکریہ۔ ہمیں آگے بڑھنا ہے۔ اب۔"

اژدھا نے گردن جھکا دی۔ ناگ ماریا اور تھیو سانگ وہاں سے آگے بڑھ گئے۔

ماریا نے کہا۔

"یہ ایک نئی بات معلوم ہوئی ہے کہ کاجُو یعنی کبالی جس قبیلے میں نمودار ہوئی ہے وہ آدم خور ہے۔"

تھیو سانگ نے مسکرا کر کہا۔

"چلو اِن کا بھی دیدار ہو جائے گا۔ آدم خور قبیلے سے ملاقات کیے ایک عرصہ گزر گیا ہے۔"

ناگ بولا۔

"بہر حال ہمیں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ کیونکہ ان لوگوں کے پاس زہریلے تیر ہوتے ہیں جو یہ چھُپ کر دشمن پر چلاتے ہیں اور جس کو تیر لگ جائے وہ زہر کے اثر سے فوراً بے ہوش ہو جاتا ہے۔ پھر یہ لوگ اُسے اٹھا کر لے جاتے ہیں اور کھا جاتے ہیں۔"

تھیو سانگ نے کہا۔

"جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ بہر حال ماریا کو اب ہم دونوں کے

درمیان رہ کر چلنا ہو گا۔ کیونکہ اس کی زندگی کو کسی حد تک خطرہ ہو سکتا ہے۔"

ماریا کو بھی معلوم تھا کہ اگرچہ وہ مر نہیں سکتی مگر چونکہ وہ ایک عام عورت بن چکی ہے۔ اس لیے اِسے نقصان پہنچنے کا خطرہ بدستور موجود ہے۔ اس نے بھی اس بات کو پسند کیا کہ وہ تھیوسانگ اور ناگ کے درمیان میں رہ کر چلے۔ سارا دن وہ پُر پیچ خطرناک اور گھنے نیم تاریک جنگل میں سفر کرتے رہے۔ کتنے ہی درندے آئے مگر سبز سانپ کے جھٹکے کی بُو پاتے ہی وہاں سے بھاگ جاتے۔ ناگ آگے آگے چل رہا تھا۔ اور انہیں دلدلی میدانوں سے بچا کر لیے جا رہا تھا۔ برازیل کے جنگلوں میں ایسی ایسی دلدلیں موجود ہیں کہ اگر اُن میں ہاتھی بھی گر جائے تو چند سیکنڈ میں غائب ہو جائے۔

آخر وہ ایک ندی کے پاس آ گئے۔ تھیوسانگ نے کہا۔

"یہی وہ ندی ہے جو ہمیں تین سُرخ پہاڑوں والی وادی میں پہنچائے گی۔"

اب انہوں نے ندی کے کنارے کنارے چلنا شروع کر دیا۔ ندی جنگل میں درختوں کے نیچے سانپ کی طرح بل کھاتی چلی جا رہی تھی۔ اتنی لمبی ندی تھی کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتی تھی۔ تھیوسانگ نے اس خدشے کا اظہار کیا کہ کہیں وہ راستہ تو نہیں

...ول گئے۔ ناگ نے کہا کہ اژدہا کبھی غلط بیانی نہیں کرتے۔ ...سان جھوٹ بھول سکتا ہے مگر سانپ جھوٹ نہیں بولتے۔ ...یں آدھی رات کو جا کر ندی دائیں طرف کو گھومی۔ تو انہیں بائیں ...نب تین اونچے اونچے پہاڑ جنگل میں گھیرا ڈالے کھڑے نظر ...ئے۔ ماریا نے خوش ہو کر کہا۔

"یہی سرخ پہاڑ ہیں ناگ بھیّا۔"

ناگ بولا۔

"ہاں! میں دیکھ رہا ہوں۔ ان کا رنگ ضرور سُرخ ہو گا۔"

انہوں نے دیکھا کہ اِن تینوں پہاڑوں کے درمیان ایک گہری وادی تھی۔ جہاں بے شمار درخت اُگے تھے۔ ایک جگہ سے انہیں دھوئیں کی پتلی سی لکیر اُوپر کو اُٹھتی ہوئی نظر آئی۔ تھیوسانگ بولا۔

"یہ دھواں ضرور آدم خور قبیلے کے جھونپڑوں کے آگے جلائی گئی آگ سے اُٹھ رہا ہو گا۔"

ناگ بولا۔

"اب ہمیں بڑی احتیاط سے چلنا ہو گا۔ ہم آدم خور جنگلیوں کی حدود میں داخل ہو چکے ہیں۔"

وہ ندی سے ہٹ کر بائیں جانب وادی کی ڈھلان اُترنے لگے۔ اندھیرے میں انہیں درختوں کے درمیان اُگی ہوئی جھاڑیاں

اور ویران پگ ڈنڈی صاف نظر آ رہی تھی۔ وہ اسی پگ ڈنڈی پر چل رہے تھے۔ ان کی دونوں جانب ایسی چٹانیں تھیں کہ جن پر زنگار لگا تھا اور جنگلی بیلیں چڑھی ہوئی تھیں۔ کئی جگہوں سے پانی بھی ٹپک رہا تھا۔ راستہ خطرناک اور پیچ دار تھا۔ ایک جگہ چٹان کے اوپر ایک بہت بڑی چھپکلی منہ کھولے انہیں جھک کر دیکھ رہی تھی۔ تھیوسانگ اسے پتھر مارنے لگا تو ناگ نے کہا۔

”اسے کچھ نہ کہو تھیوسانگ! یہ ہماری دوست ہے۔ یہ ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی۔“

چھپکلی آہستہ آہستہ پیچھے کھسکی اور پھر اندھیرے میں غائب ہو گئی۔ ماریا نے کہا۔

”ایسی بڑی بڑی چھپکلیاں ہم نے آج سے چار پانچ ہزار برس پہلے افریقہ کے جنگلوں میں دیکھی تھیں۔“

اسی طرح آپس میں باتیں کرتے وہ جنگل کی اندھیری رات میں چلے جا رہے تھے۔ اب ڈھلان ختم ہو گئی تھی۔ اور وادی شروع ہو چکی تھی۔ ناگ آگے آگے تھا۔ پیچھے ماریا اور اس کے پیچھے تھیوسانگ تھا۔ بربط تھیوسانگ نے اپنی کمر کے گرد باندھ رکھا تھا۔ چلتے چلتے اچانک ناگ رک گیا۔ اس نے ہاتھ کے اشارے سے اپنے پیچھے ناگ اور ماریا کو بیٹھ

[بیٹھ]انے کو کہا۔ ماریا اور تھیوسانگ وہیں گھاس پہ بیٹھ گئے۔ ناگ [بھی] گھاس پر بیٹھ گیا۔ پھر پیچھے کھسک کر ان کے پاس آیا۔ [او]ر سرگوشی میں بولا۔

”مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ آگے کوئی انسان موجود ہے۔“

ماریا اور تھیوسانگ کچھ کہنے لگے ہی تھے کہ ناگ نے ہونٹوں [پ]ر انگلی رکھ کر انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ پھر چمکتی آنکھوں [س]ے سامنے کی طرف دیکھنے لگا۔ ”ٹھک“ کی آواز کے ساتھ [ا]یک زہریلا تیر تھیوسانگ اور ماریا کے سر کے اوپر۔ پیچھے درخت کے تنے میں آن لگا۔ تھیوسانگ اور ماریا نے سر نیچے کر لئے۔ [ن]اگ نے ابھی اپنا سر نیچے کر لیا اور آہستہ سے بولا۔

”میں آگے جا کر دیکھتا ہوں۔ تم یہیں رہنا۔“

یہ کہہ کر ناگ نے فوراً ایک سیاہ سانپ کی شکل اختیار کی اور تیزی سے رینگتا ہوا اس طرف چلا۔ جدھر سے تیر آیا تھا۔ وہ بجلی کی سی تیزی کے ساتھ گھاس اور جھاڑیوں میں سے گزرتا ہوا ایک بہت بڑے درخت کے عقب میں آیا تو اسے انسانوں کے قدموں کی پتوں پر بھاگنے کی آواز سنائی دی۔ ناگ نے پھن اٹھا کر اندھیرے میں دیکھا۔ وہ اندھیرے میں بڑی اچھی طرح سے دیکھ سکتا تھا۔ اسے درخت کے پیچھے سے ہو کر دو آدمی اس

طرف جاتے نظر آئے۔ جدھر ماریا اور تھیوسانگ چھپے ہوئے
تھے۔

ناگ اُچھل کر اِن آدمیوں کے پیچھے بھاگا۔ اس نے دیکھا
کہ دونوں آدمی جنگلی تھے۔ ان کے ہاتھوں میں تیر کمان تھے۔
جسم رنگے ہوئے تھے۔ کمر کے گرد کیلوں کے پتوں کی جھالر
لپیٹ رکھی تھی۔ وہ دبے پاؤں آگے بڑھ رہے تھے۔
ایسا لگتا تھا کہ انہوں نے ماریا اور تھیوسانگ کو دیکھ لیا ہے۔
اور اب انہیں تیر مار کر بے ہوش کرنے والے ہیں۔ کمانیں
ان کے ہاتھوں میں ایسی پکڑی ہوئی تھیں۔ کہ ان پہ تیر چڑھے
تھے۔

ناگ رینگتا ہوا ان کے پیچھے بالکل قریب آ گیا۔ جانے
کیا بات تھی کہ جنگلی آدم خوروں کو شاید سانپ کی بو آ گئی تھی۔
وہ ایک دم سے رُک گئے۔

انہوں نے جھک کر غور سے زمین پر دیکھا۔ ناگ فوراً ایک
جھاڑی کے پیچھے ہو گیا۔ پھر اس نے زور سے پھنکار ماری۔
آدم خور جنگلی پیچھے ہٹے اور انہوں نے ناگ پر زہریلے تیروں
چلا دیئے۔ دونوں تیر ناگ کے دائیں بائیں زمین پر آ
گرے۔ ناگ نے پھنکار مارتے ہی چھلانگ لگائی اور ایک
آدم خور وحشی گردن پر جا کر لگا۔ اور فوراً اسے ڈس دیا۔

اور صرف اتنا زہر داخل کیا کہ وہ بے ہوش ہو جائے۔ ناگ
کے زہر سے بچنا ناممکن تھا۔ آدم خور فوراً کٹے ہوئے درخت
کی طرح زمین پر گر پڑا۔

اسے گرتا دیکھ کر اس کا ساتھی گھبرایا۔ اس نے سانپ
کو اپنے ساتھی کی گردن میں دیکھ لیا تھا۔ جنگلی نے فوراً خنجر نکال
لیا اور ناگ پر حملہ کرنے کے لیے آگے بڑھا۔ ناگ نے دوسری
بار چھلانگ لگائی اور اِس بار دوسرے آدم خور وحشی کے
پاؤں میں آ کر اِس کو ڈس دیا۔ دوسرا وحشی بھی وہیں
ڈھیر ہو گیا۔ ناگ وہاں سے رینگتا ہوا سیدھا ماریا اور تھیوسانگ
کے پاس پہنچا اور انہیں سارے حالات سے باخبر کیا۔ وہ انسانی
روپ میں واپس آ گیا تھا۔ اب انہوں نے اس بات پر غور کرنا
شروع کیا کہ انہیں کس طرح سے کس صورت میں آدم خور قبیلے
کی طرف جانا چاہیئے۔ ماریا نے کہا۔

"وکاجو کبالی یقیناً اسی قبیلے کے سردار کی بیٹی ہو گی۔ میرا
خیال ہے کہ ناگ کو پہلے جا کر اس لڑکی کے بارے
میں معلوم کرنا چاہیئے۔ کہ وہ اسی قبیلے میں رہتی ہے"۔

تھیوسانگ نے بھی ناگ کو یہی مشورہ دیا۔ ناگ نے کہا۔

"پھر ایسے کرتے ہیں کہ سب سے پہلے اِس وادی
میں کوئی ایسی جگہ تلاش کرتے ہیں۔ جہاں تم دونوں چھُپ

جاؤ اور آدم خوروں کے زہریلے تیروں سے محفوظ رہو۔ اتنی دیر میں قبیلے کی طرف نکل جاؤں گا اور وہاں سے ساری معلومات حاصل کر کے تمہارے پاس آجاؤں گا۔"

ماریا اور تھیوسانگ نے اس تجویز کو پسند کیا اور وہ کسی ایسی جگہ کی تلاش میں چل پڑے جہاں تھیوسانگ اور ماریا چھپ سکتے تھے۔ ناگ اب انسانی شکل میں آگے آگے جا رہا تھا۔ وادی اب کھلی ہو گئی تھی۔ سبزے کا ایک میدان اندھیرے میں گہرا سبز نظر آ رہا تھا۔ اس سے ذرا آگے درختوں کے جھنڈ شروع ہو جاتے تھے۔ ان درختوں میں ایک جگہ آگ جلتی دکھائی دے رہی تھی۔

ناگ نے کہا۔

"یہ آگ قبیلے کے جھونپڑوں کے باہر ہی روشن ہے۔ ہمیں یہیں کہیں کوئی محفوظ جگہ تلاش کرنی ہوگی۔"

لیکن وہاں کوئی غار یا کھوہ یا شگاف نہیں تھا۔ ناگ نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ تم دونوں یہاں کسی بھی درخت پر چڑھ کر شاخوں میں چھپ کر بیٹھ جاؤ۔ اس سے بہتر جگہ یہاں اور کوئی نہیں ہے۔"

نے کہا۔

"میرے خیال میں وہ کونے والا درخت ٹھیک رہے گا۔ یہاں سے ہمیں قبیلے کے جھونپڑے اور ان کی آگ بھی جلتی نظر آئے گی۔"

ناگ نے درخت کو قریب سے جا کر دیکھا۔ یہ کافی گھنا درخت تھا۔ اور اوپر شاخوں نے چھتریاں سی بنا رکھی تھیں۔ تھیوسانگ اور ماریا اس درخت پر چڑھ کر اس کی شاخوں میں اچھی طرح چھپ کر بیٹھ گئے۔ ناگ نے عقاب کی شکل اختیار کی اور اس طرف اڑ گیا۔ جدھر درختوں میں آگ روشن تھی۔ جب وہ درختوں کے اوپر پہنچا تو دیکھا کہ نیچے درختوں کے درمیان ایک کھلی جگہ ہے۔ جہاں گول دائرے میں جھونپڑے بنے ہوئے تھے۔ یہ بانس کے جھونپڑے تھے۔ ان کے درمیان لکڑیاں جوڑ کر آگ جلائی گئی تھی۔ آگ ہلکی ہو گئی تھی اور اس میں سے ہلکا ہلکا دھواں اوپر کو اٹھ رہا تھا۔ وہاں جنگلی کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ ناگ ایک درخت کی شاخ پر بیٹھ گیا۔ اور جھونپڑوں کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ چاہتا تھا کہ کوئی جھونپڑیوں سے باہر آئے تاکہ وہ پتہ کر سکے کہ یہ لوگ کون ہیں اور کیا ان میں کیالی کانجو کی شکل میں رہتی ہے کہ نہیں۔ مگر جھونپڑیوں پر گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ ایک طرف سے ایک جنگلی بھاگتا ہوا آیا اور

اس نے حلق سے ایک چیخ نکالی۔

اس کی چیخ کی آواز سُن کر جھونپڑیوں میں سے جنگلی باہر نکل آئے اور اس کو گھیر لیا۔ جنگلی نے پیچھے اشارہ کیا۔ اِدھر سے چار آدمی اِن جنگلیوں کو اٹھائے لیے آ رہے تھے۔ جن کو ناگ نے تھوڑی دیر پہلے ڈس کر بے ہوش کیا تھا۔ انہوں نے دونوں بے ہوش جنگلیوں کو آگ کے پاس لا کر زمین پر لٹا دیا۔ اتنے میں ایک جھونپڑی میں سے اِن کا سردار بھی نکل آیا۔ اس کے سر پر مور کے پَروں کا تاج تھا۔ سارے جنگلی پَرے پَرے ہٹ گئے۔ سردار نے جُھک کر بے ہوش جنگلیوں کو دیکھا۔ وہ انہیں ہوش میں لانے کے جتن کرنے لگے۔ مگر ناگ کے زہر کا اثر دُور کرنا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ یہ زہر بارہ گھنٹوں کے بعد ہی خون سے ختم ہو سکتا تھا۔ بارہ گھنٹوں سے پہلے اِن آدمیوں کو کوئی بھی ہوش میں نہیں لا سکتا تھا۔

سردار نے جنگلی سے کہا۔

"اِسے سانپ نے نہیں ڈسا۔ اگر سانپ ڈستا تو یہ مر جاتے۔ اسے کسی دشمن قبیلے کے آدمی نے زہریلا تیر مار کر بے ہوش کیا ہے اور پھر تیر اِن کے جسموں سے نکال دیئے۔ دشمن ضرور ہمارے آس پاس

ہوگا۔ ہمیں ہوشیار رہنا ہوگا۔"

اسی وقت سردار کے حکم سے دس بارہ جنگلی زہریلے تیر اور نیزے لے کر جنگل میں اِدھر اُدھر پھیل گئے۔ سردار کے حکم سے بے ہوش جنگلیوں کو ایک جھونپڑے میں پہنچا دیا گیا۔ ابھی تک کسی بھی جھونپڑے سے کوئی عورت یا لڑکی باہر نہیں نکلی تھی۔ کوئی عورت باہر آتی تو ناگ دیکھ کر پتہ کرتا کہ اِن میں کوئی کبالی کی شکل کی لڑکی ہے کہ نہیں؟ ناگ عقاب کی شکل میں درخت پر خاموش بیٹھا رہا۔ سارے جنگلی اور سردار واپس اپنے جھونپڑوں میں چلے گئے۔ عقاب اب صبح ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ کیونکہ دن نکلنے پر ہی کوئی عورت جھونپڑی سے باہر آ سکتی تھی۔ دوسری طرف ایک جنگلی "دشمن" کی کھوج میں چلتا ہوا اس درخت کے قریب آ گیا جس کی شاخوں میں ماریا اور تھیوسانگ چھپے ہوئے تھے۔ نہ جانے کیا بات ہوئی کہ عین اس وقت ماریا کی پنڈلی پر ایک چیونٹی چمٹ گئی اور اس نے زور سے کاٹ دیا۔ ماریا کے حلق سے ہلکی سی آواز نکل گئی۔ آواز کو سنتے ہی جنگلی ایک دم سے جھاڑی میں کُود گیا۔ اور اس نے درخت کی طرف نشانہ باندھ کر زہریلا تیر چلا دیا۔ تیر تھیوسانگ کے سر کے اوپر سے نکل کر ایک ٹہنی میں کھب گیا۔

تھیو سانگ نے دھڑام سے نیچے چھلانگ لگا دی۔ اور اس سے پہلے کہ جنگلی اپنے حلق سے کوئی چیخ کی آواز نکال کر دوسرے آدمیوں کو خبردار کرتا۔ تھیو سانگ نے اس کی گردن پکڑ لی۔ اور اسے اپنی خاص انگلی لگا دی۔ انگلی کے لگتے ہی جنگلی انگوٹھے جتنے سائز کا ہو گیا۔ اپنے آپ کو اتنا چھوٹا دیکھ کر وہ انتہائی خوفزدہ ہو گیا اور ہلکی ہلکی چیخیں مارنے لگا۔ یہ چیخیں اتنی کمزور تھیں کہ سوائے تھیو سانگ کے اور کوئی نہیں سن سکتا تھا۔ تھیو سانگ نے اطمینان کا سانس لیا اور جنگلی کو اٹھا کر اپنی جیب میں ڈالنا چاہتا تھا کہ وہ اچھلتا کودتا — جھاڑیوں کی گھاس میں غائب ہو گیا۔ تھیو سانگ نے جگہ جگہ اسے تلاش کیا۔ مگر جنگلی اسے نہ ملا۔

تھیو سانگ کو اوپر سے ماریا نے آواز دی۔

"اوپر کیوں نہیں آتے تھیو سانگ! کیا ہوا؟"

تھیو سانگ بھاگ کر درخت پر چڑھ گیا۔ اور بولا۔

"آدم خور جنگلی تھا۔ میں نے اسے چھوٹے سائز کا بنا دیا تھا۔ مگر وہ نہ جانے کہاں غائب ہو گیا ہے"

ماریا نے کہا۔

"میرا خیال ہے ہمیں یہاں سے کسی دوسری جگہ چھپ جانا چاہیئے۔ یہ جگہ محفوظ نہیں ہے۔ اور ناگ

بھی ابھی تک واپس نہیں آیا"

تھیو سانگ بولا۔

"ناگ ہمیں جس جگہ چھوڑ گیا ہے۔ ہمیں اسی جگہ رہنا چاہیئے۔ اگر تم آواز نہ نکالتیں تو یہ جنگلی کبھی ہم پر تیر نہ چلاتا"

ماریا نے کہا۔

"میں کیا کروں۔ مجھے بڑی ظالم چیونٹی نے کاٹ لیا تھا"

تھیو سانگ کہنے لگا۔

"خیر اب ہمیں کم از کم دن نکلنے تک تو اسی جگہ رہنا ہو گا۔ ہو سکتا ہے ناگ تھوڑی دیر بعد یہاں آجائے"

انہوں نے اپنے آپ کو پتوں میں اچھی طرح چھپا لیا۔ دوسری طرف وہ جنگلی جو انگوٹھے جتنے سائز کا ہو گیا تھا۔ گھاس میں دوڑتا ہوا اپنے جھونپڑوں کی طرف چلنے لگا۔ گھاس کے خوشے اسے اونچے اونچے درخت نظر آ رہے تھے۔ دوڑتا بھاگتا آخر وہ جھونپڑوں کے پاس پہنچ گیا۔ وہ ایک جھونپڑی میں گھس گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد اس جھونپڑے میں سے دو جنگلی چیختے چلاتے شور مچاتے ڈرے ہوئے باہر

نکل آئے۔ شور کی آواز سُن کر عقاب نے بھی شاخ پر
سے جھک کر نیچے دیکھا۔ آگ کے آلاؤ کی روشنی میں ناگ
نے دیکھا کہ ایک انگوٹھے جتنا جنگلی ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر شور
مچا رہا ہے۔ اُچھل رہا ہے اور دوسرے جنگلی پرے پرے
کھڑے اِسے ڈری ہوئی نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔ ناگ
سمجھ گیا کہ یہ کارستانی تھیوسانگ کی ہو سکتی ہے۔ یہ جنگلی
ان کے درخت کی طرف گیا ہو گا۔ اور وہاں یہ واقعہ ہو گیا۔
دوسرے جنگلیوں کے شور پر سردار بھی باہر نکل آیا۔ اس
نے جو اپنے ایک آدمی کو ننھے سے چوہے کی طرح اُچھلتا
کودتا دیکھا تو وہ بھی ڈر گیا۔ اور پیچھے ہٹ کر بولا۔
"اس نے دیوتا کے آگے ضرور گستاخی کی ہو گی۔
جنگل کے دیوتا نے اِسے انسان سے چوہا بنا دیا۔ اِسے
آگ میں پھینک دو۔"

اور عقاب ناگ کے دیکھتے دیکھتے ایک جنگلی نے ننھے
جنگلی کو اٹھا کر آگ میں پھینک دیا۔ اس کے آگ میں گرنے
اور جل کر بھسم ہونے کا کچھ پتہ ہی نہ چلا۔ سردار نے حکم دیا۔
"آگ کے دیوتا کی پوجا شروع کرو۔ وہ ناراض ہو
گیا ہے۔ اُسے راضی کرو۔ ہم نے اُس کے مجرم
کی قربانی دے دی ہے۔ اس کے گرد رقص کرو۔"

وہاں سارے جنگلی آ گئے۔ اور انہوں نے آگ کے گرد رقص
رنا شروع کر دیا۔ تھیوسانگ اور ماریا نے جھونپڑیوں کی طرف
ے ڈھول تاشوں اور جنگلیوں کے گانے کی آوازیں سنیں تو
سمجھ گئے کہ جنگلی پوجا کر رہے ہوں گے۔ پہلی بار ناگ نے
جھونپڑیوں کے آگے کچھ عورتوں کو دیکھا۔ جو باہر نکل رہی
تھیں۔ اور رقص کر رہی تھیں۔ جب یہ عورتیں آگ کے
گرد رقص کرنے لگیں تو ناگ نے غور سے اِن کو دیکھنا شروع
کیا۔ آگ میں سوکھی لکڑیاں ڈال دی گئیں تھیں۔ ان کے
شعلے بلند ہوئے اور اِن کی روشنی عورتوں کے چہرے پر
پر پڑی۔ ناگ نے دیکھا تو اِسے کبالی کی شکل کی وہاں
کوئی لڑکی دکھائی نہ دی۔ وہ سوچنے لگا کہ کہیں ایسا تو نہیں
کہ اس رقص میں سردار کی بیٹی کا جو شامل نہ ہو۔ اس کا مطلب
ہے کہ پھر اِسے جھونپڑیوں کے اندر جا کر سردار کی بیٹی کو
دیکھنا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے وہ سردار کی جھونپڑی میں موجود
ہو۔ ناگ یہ سوچ کر ڈالی پر سے اُتر گیا۔ اور سردار کی
جھونپڑی کی دوسری طرف آ کر اس نے ایک چھوٹے سانپ
کی شکل اختیار کی اور آہستہ آہستہ رینگتا ہوا سردار کی جھونپڑی
میں داخل ہو گیا۔

۱

باپ کی خوشبو

ناگ نے دیکھا کہ اندر سے جھونپڑی خالی تھی۔

کونے میں ایک چراغ روشن تھا۔ فرش پر شیر کی کھال کا بچھونا بچھا تھا اور سرہانے کی جانب چاندی کا بکری کا ایک سینگوں والا چھوٹا بت رکھا تھا۔ اب ناگ کو کافی پریشانی ہوئی کہ اگر کبالی یہاں بھی نہیں ہے تو سردار کی بیٹی کہاں ہوگی اسے باہر سے کسی کے قدموں کی دھمک سنائی دی۔ ناگ فوراً ایک بوری کے پیچھے چھپ گیا۔ جھونپڑی میں سردار زمین پر زور زور سے پاؤں رکھتا داخل ہوا۔ اس کے پیچھے پیچھے ایک جانگلی بھی تھا۔ سردار آتے ہی پریشانی کی حالت میں بچھونے پر بیٹھ گیا اور آنکھیں زور سے بند کر کے کچھ سوچنے لگا۔ اس کا غلام جانگلی ادب سے سامنے ایک طرف ہٹ کر بیٹھ گیا۔ سردار نے ایکدم سے آنکھیں کھولیں اور غصے سے بولا۔

"یہ سب میرے دشمن قبیلے کے سردار کی کارستانی ہے۔ اس نے میرے لوگوں پر جادو کرنا شروع کر دیا

ہے۔ میں نے اس خیال سے اسے اگنی دیوتا کے نام منسوب کیا تھا کہ کہیں میرے آدمیوں میں گھبراہٹ نہ پھیل جائے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ سب کچھ میرا دشمن کر رہا ہے۔"

جانگلی نے ادب سے کہا۔

"سردار! اس کو بھی تو ہم نے زبردست شکست دی ہے۔ تین بار اس کے سینکڑوں آدمیوں کو ہلاک کر ڈالا اور سب سے بڑی بات یہ کہ اس کی بیٹی کو اغوا کر کے قید کر رکھا ہے۔"

سردار بولا۔

"میں اس کی بیٹی کو اب زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ میں اس کا سر کاٹ کر آج ہی اس کے پاس پہنچا دوں گا۔"

جانگلی نے کہا۔

"اس سے تو بہتر ہے سردار کہ تم اس سے شادی کر لو۔ اس سے زیادہ دشمن قبیلے کی بے عزتی نہیں کی جا سکتی۔"

سردار غضب ناک ہو گیا۔

"میں دشمن کی لڑکی سے شادی نہیں کر سکتا۔ میں اس کی اولاد کا باپ نہیں بنوں گا۔ میں آج ہی اس

کی گردن اتروا کر اس کے باپ کے پاس بھیج رہا
ہوں۔ یہ بتاؤ لڑکی کی نگرانی اچھی طرح سے ہو رہی ہے؟"
جانگلی نے فوراً جواب دیا۔
"سردار! دس آدمی اس کنوئیں پر دن رات پہرہ
دے رہے ہیں۔ آپ حکم کریں۔ میں ابھی اس لڑکی
کا سر اتار کر آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔"
سردار اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ بے چینی سے ٹہلنے لگا۔ کبھی ہاتھ
ملتا۔ کبھی ماتھے پر انگلیاں رگڑتا۔ اس نے اپنا مور کا تاج اتار کر
بچھونے پر رکھ دیا تھا۔
رک کر بولا۔
"اپنے آدمیوں سے کہو۔ آج شام ہم دشمن کے
قبیلے پر بھرپور حملہ کریں گے۔ دوپہر کو میں دشمن کے
سردار کی بیٹی کا سر کاٹ کر اس کے باپ کے پاس
بھیج رہا ہوں۔"
یہ کہہ کر سردار نے اپنی کمر سے لگا ہوا خنجر نکالا اور
بکری کے سینگوں والے بت کے سامنے زمین میں زور سے
گاڑ دیا۔ پھر چلا کر کہا۔
"اگنی دیوتا! ہمیں دشمن پر فتح دے۔ مجھے دشمن کا
سر عطا کر۔"

وہ بت کے آگے سجدے میں گر گیا۔ اس کا جانگلی ساتھی بھی
سجدے میں گر گیا۔ ناگ یہ ساری کارروائی بوری کے پیچھے چھپا
دیکھ رہا تھا۔ اس نے سردار اور اس کے ساتھی کے درمیان
ہونے والی باتیں بھی سنی تھیں۔ اسے کچھ کچھ شک ہوا کہ شاید
کاجو یعنی کبالی اپنے نئے جنم میں دشمن سردار کی بیٹی ہو گی جس
کے قبیلے پر یہ سردار حملہ کرنے والا ہے۔ اور جس کا سر
اتار کر دشمن سردار کو بھیجا جا رہا ہے۔ ایک بات تو ثابت
ہو چکی تھی کہ کاجو کبالی اس سردار کی بیٹی نہیں ہے۔ اب
ناگ دوسرے یعنی اس سردار کے دشمن قبیلے کا کھوج
لگانا چاہتا تھا۔ تاکہ وہاں جا کر کاجو کبالی کا سراغ لگائے۔ ناگ
آہستہ سے بوری کے پیچھے سے رینگ کر باہر آگیا۔ باہر رات
کا اندھیرا چاروں طرف پھیلا تھا۔ ناگ نے عقاب کی شکل بدلی
اور فضا میں اڑتا ہوا ماریا اور تھیوسانگ کے پاس آگیا۔ انہیں
ساری بات بیان کی اور وہ درخت سے نیچے اتر آئے۔
تھیوسانگ نے کہا۔
"سب سے پہلے تو ہمیں اس لڑکی کا پتہ چلانا چاہیے۔
جس کا یہ سردار سر اتار کر اس کے باپ کو بھیج رہا
ہے۔"
ماریا بولی۔

"مجھے یقین ہے کہ وہی کانجو ہو گی۔ یعنی وہی کپالی اپنے دوسرے جنم میں زندہ ہو گئی ہو گی۔"

ناگ نے کہا۔

"اسے اسی جنگل میں کسی کنوئیں میں قید کیا گیا ہے۔ جہاں کچھ جنگلی پہرہ دیتے ہیں۔ اگر ہم اس کی مدد کو نہ پہنچے تو آج دوپہر تک اس کی گردن کاٹ دی جائے گی۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"اس سلسلے میں تو تم ہی سراغ لگا سکتے ہو ناگ!"

ناگ بولا۔

"ہمیں صبح ہونے کا انتظار کرنا ہوگا۔"

تینوں دوست یعنی ماریا تھیوسانگ اور ناگ اسی بڑے درخت کی اوٹ میں جھاڑیوں کے پیچھے بیٹھ کر صبح ہونے کا انتظار کرنے لگے۔ ناگ نے انہیں اس جانگلی کا واقعہ بھی سنایا۔ جسے تھیوسانگ نے انگوٹھے جتنا بنا دیا تھا۔ اور سردار نے اسے دشمن سردار کی جادوگری سمجھ کر یہ جھوٹ موٹ اعلان کر کے آگ میں پھینکوا دیا کہ اس نے اگنی دیوتا کی توہین کی ہو گی۔ تھیوسانگ نے بتایا کہ وہ جانگلی یہاں آیا تو ماریا

...ونٹی نے کاٹا۔ اس کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی اور ...ل نے ہم پر تیر برسانے شروع کر دیئے۔ پھر میں نے ...ں پر چھلانگ لگا کر اسے چھوٹا بنا دیا مگر وہ کم بخت بھاگ ...ا۔ اس طرح باتیں کرتے کرتے صبح کی ہلکی ہلکی روشنی پھیلنے ...ں۔

ناگ نے کہا۔

"تم لوگ اسی درخت پر چڑھ کر بیٹھ جاؤ۔ میں اس کنوئیں کو تلاش کرتا ہوں۔ جس میں دشمن سردار کی بیٹی قید ہے۔"

یہ کہہ کر ناگ نے سانپ کا روپ بدلا اور وہاں سے ایک طرف کو روانہ ہو گیا۔

تھیوسانگ اور ماریا ایک بار پھر درخت کی شاخوں میں چھپ کر بیٹھ گئے۔ ناگ نے بڑی تیزی سے وادی میں ایک طرف چکر لگایا۔ پھر دوسری طرف نکل گیا۔ اسے کوئی کنواں نہ ملا۔ اس نے سوچا کہ اسے عقاب بن کر سراغ لگانا چاہیئے وہ سانپ سے عقاب بن کر فضا میں بلند ہو گیا۔ عقاب کی شکل میں اب اوپر سے نیچے ہر شے اچھی طرح سے دیکھ سکتا تھا۔ اس نے ساری وادی کا ایک پورا چکر لگایا۔ ایک جگہ وادی کے کونے میں درخت کے نیچے چار جانگلی نظر آئے جو نیزے لیے

جھاڑیوں کے پاس چُپ چاپ کھڑے تھے۔ وہ ایک دوسرے سے تھوڑے تھوڑے فاصلے پر آمنے سامنے کھڑے تھے۔ لگتا تھا کہ وہ پہرہ دے رہے ہیں۔ ناگ نیچے آ گیا اور اس درخت پر آ کر بیٹھ گیا۔ جس کے نیچے یہ جانگلی پہرے پر کھڑے تھے۔ اب اسے درخت کے قریب ہی ایک کنواں دکھائی دیا۔ جس کو اوپر سے آدھا ڈھانپ دیا گیا تھا۔ کنوئیں کے اوپر بھی ایک جانگلی نیزہ لیے کھڑا تھا۔

یہی وہ کنواں ہو سکتا تھا جس کے اندر دشمن سردار کی بیٹی قید تھی۔ ناگ نے حالات کا بائزہ لیا۔ غور کیا۔ آخر اس نے ایک فیصلہ کیا۔ اور درخت کی ٹہنی پر سے اُڑ کر جھاڑیوں کے پیچھے آ گیا۔ یہاں اترتے ہی ناگ نے انسان کی شکل بدل لی۔ وہ جھاڑیوں کے پیچھے چھُپ گیا۔ اور اس نے حلق سے شیر کی آواز نکالی۔ اور آواز نکالنے کے فوراً بعد ناگ کی شکل بدل کر دوسری طرف چلا گیا۔ شیر کی آواز پر جانگلی نیزے لیے اس طرف آ گئے۔ اب صرف کنوئیں والا جانگلی ہی وہاں رہ گیا تھا۔

ناگ یہی چاہتا تھا۔ وہ سانپ کی شکل میں رینگتا ہوا تیزی سے کنوئیں کی طرف چلا۔ پہرے دار جانگلی کے پیچھے سے ہو کر وہ کنوئیں میں اتر گیا۔ اس نے کنوئیں میں اترتے

ہی محسوس کیا کہ اندر گہرا اندھیرا ہے اور کسی لڑکی کے آہستہ آہستہ رونے کی آواز آ رہی تھی۔ ناگ کنوئیں کی دیوار پر سے رینگتا ہوا ـــــ کنوئیں کی تہہ میں آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ کنواں خشک ہے۔ اس میں پانی بالکل نہیں ہے۔ اندھیرے میں اِسے ایک لڑکی گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھی نظر آئی۔ وہ رو رہی تھی۔ آہستہ آہستہ ہچکیاں لے رہی تھی۔ ناگ کو وہ نہ دیکھ سکی تھی۔ ناگ ویسے بھی سانپ کی شکل میں تھا۔ کنوئیں کی دیوار کے اندھیرے میں تھا۔ وہ اس بات کی تصدیق کرنا چاہتا تھا کہ کیا یہی لڑکی کا جو ہے۔ جس میں کبالی نے دوسرا جنم لیا ہے؟ لیکن سب سے اہم بات سب سے پہلے اس لڑکی کی جان بچانا تھا۔ کیونکہ کچھ دیر بعد اس لڑکی کا سر اتار دیا جانے والا تھا۔ ناگ نے ہلکی سی سیٹی کی آواز نکالی۔

اس آواز کو سن کر لڑکی نے گھٹنوں میں سے سر اوپر اٹھا کر دیکھا۔ ناگ تو اسے اندھیرے میں نظر نہ آیا مگر ناگ کی آنکھوں نے اندھیرے میں بھی اِسے پہچان لیا اور بے حد حیران بھی ہوا۔ کیونکہ یہ ہو بہو کبالی کی شکل کی لڑکی تھی۔ یعنی وہی عورت تھی جو بوڑھی ہو کر مر گئی تھی۔ یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے وہی بوڑھی عورت پھر سے بھرپور جوان ہو گئی ہے۔ ناگ کی جب تسلی ہو گئی تو وہ اندھیرے میں ہی دیوار پر سے رینگتا کنوئیں

کے منہ پر آگیا۔ جانگلی اسی طرح پہرہ دے رہا تھا۔ ناگ کنوئیں کی منڈیر کے پیچھے چھپ گیا۔

دوسری طرف سے چاروں جانگلی اس کے قریب آرہے تھے۔ انہوں نے کنوئیں والے جانگلی پہرے دار کو بتایا کہ شیر کی آواز ضرور آئی تھی۔ مگر وہ دھاڑ کر بھاگ گیا ہے۔ اب سب ٹھیک ہے۔ قیدی لڑکی کنوئیں میں ہی ہے ناں؟ پہرے دار نے نیچے جھانک کر دیکھا اور کہا۔

"ہاں! وہ کنوئیں کے اندر ہی ہے۔ مگر سردار اسے کب تک قید رکھنا چاہتا ہے؟"

ایک جانگلی نے کہا۔

"ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ سردار آج کسی بھی وقت اس قیدی لڑکی کا سر کاٹ کر اس کے باپ کے پاس بھجوانے کا ارادہ رکھتا ہے۔"

پہرے دار جانگلی نے ہنس کر کہا۔

"شکر ہے۔ ہماری بھی جان چھوٹے گی۔"

چاروں جانگلی واپس اپنے اپنے پہرے پر چلے گئے۔ کنوئیں والا جانگلی بھی اپنے پہرے پر کھڑا ہو گیا۔ ناگ منڈھیر کے پیچھے سے نکل کر آہستہ آہستہ سنبھل سنبھل کر رینگتا اس کے قریب آیا۔ پہرے دار جانگلی کا منہ دوسری طرف تھا۔ ناگ

ں کر سکتا تھا۔ اس نے پہرے دار کے پاؤں پر ڈس دیا۔ پہرے دار جانگلی نے پلٹ کر دیکھا۔ ایک سیاہ سانپ جھاڑیوں میں گھس رہا تھا۔ پہرے دار نے دہشت سے چیخ ماری۔

"سانپ! سانپ! مجھے سانپ نے ڈس لیا ہے۔"

وہ دھڑام سے نیچے گر پڑا۔ باقی جانگلی اس کی طرف دوڑے۔ ان کو زہر کا توڑ معلوم تھا۔ انہوں نے فوراً ایک درخت کی ٹہنی توڑ کر اس کا رس بے ہوش ہوتے پہرے دار کے منہ میں ٹپکایا۔ مگر یہ زہر کسی معمولی سانپ کا زہر نہیں تھا۔ یہ ناگ دیوتا کا زہر تھا۔ اس کا کاٹا تو پانی بھی نہیں مانگتا تھا۔ جانگلی اس پر جھکے اس کو ہوش میں لانے کی کوشش کر رہے تھے۔ کہ ناگ ایک بہت بڑے اژدہا کی شکل میں درختوں کے پیچھے سے نکلا۔ یہ ایک بہت ہی بھیانک قسم کا اژدھا تھا۔ جس کا سر شیر سے بھی زیادہ بڑا تھا۔ اور اس کے منہ سے سانس کے ساتھ آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔ ناگ اس بھیانک اژدھا کی شکل میں اتنی تیزی سے درخت کے پیچھے سے نکل کر جنگلی آدمی خوروں کے سر پر آگیا کہ انہیں بھاگنے کی فرصت ہی نہ ملی۔ ناگ انہیں بھاگنے کی فرصت دینا ہی نہیں چاہتا تھا۔ ناگ ایک ہی حملے میں ان چاروں کو اگلی دنیا میں پہنچا دینا چاہتا تھا۔ یہ آدم خور تھے۔ انہوں نے نہ جانے کتنے بے گناہ انسانوں

اور جنگل میں بھولے بھٹکے مسافروں کو بھون کر کھا لیا تھا۔ اب اِن کا انجام بھی یہی ہونا چاہیئے تھا۔ جو ناگ کے ذہن میں تھا۔

آدم خور جانگلی اژدہا کو دیکھ کر ہکا بکا ہو کر رہ گئے۔ دہشت سے اُن کے ہاتھ پیر کانپنے لگے۔ انہوں نے اتنا بڑا ہاتھی جتنا اژدہا پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ ایکدم سے دوڑے مگر اِسی لمحے اژدہا کے منہ سے آگ کا ایک لمبا شعلہ نکلا۔ جس نے چاروں آدم خوروں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ چاروں آدم خور جل کر راکھ ہو گئے۔ اژدہا کے منہ سے نکلی ہوئی آگ اس قدر تیز اور غضبناک تھی کہ کسی بھی جانگلی کی ایک ہلکی سی چیخ بھی نہ نکل سکی۔ اور وہ وہیں راکھ کا ڈھیر بن گئے۔ ناگ کے لیے میدان صاف تھا۔ اس نے فوراً انسان کی شکل بدلی۔ درخت پر لٹکی ہوئی جنگلی بیل کو کاٹ کر اس کا ایک رسّہ بنایا اور کنوئیں میں لٹکا کر آواز دی۔

"اس رسّی کو پکڑ کر باہر آجاؤ کاجو! مجھے تمہارے باپ نے بھیجا ہے۔ جلدی کرو۔ وقت نہیں ہے۔"

نیچے سے رونے کی آواز ایک دم سے بند ہو گئی۔ ناگ نے رسّی ابھی [illegible] ہوئی تھی۔ اسے لڑکی نے نیچے سے پکڑ لیا اور

اوپر چڑھنے لگی۔ ناگ نے اوپر سے رسّی کو مضبوطی سے تھام رکھا تھا۔ لڑکی کنوئیں سے باہر آئی تو ناگ نے اسے غور سے دیکھا۔ وہ ایک ریڈ انڈین لڑکی تھی۔ جس کا رنگ زرد اور آنکھیں سیاہ تھیں۔ برازیل میں جو ریڈ انڈین قبیلے آباد ہیں۔ اِن کا رنگ زرد ہوتا ہے۔ اور آنکھیں اور سر کے بال سیاہ ہوتے ہیں۔ یہ لڑکی ہو بہو کبالی کی شکل کی تھی۔ اس کا نام کاجو ہی تھا۔ یہ اُس بوڑھی کبالی کا نہ جانے کتنے ہزارواں جنم تھا۔ جو تھیوسانگ ناگ اور ماریا کے سامنے مر گئی تھی اور اب اس کی روح اِس ریڈ انڈین لڑکی کاجو کے جسم میں حلول کر گئی تھی۔ جس کی شکل کبالی کی تھی۔

کنوئیں سے باہر آتے ہی لڑکی نے ناگ سے پوچھا کہ وہ کون ہے۔ اسے اُس نے پہلے اپنے قبیلے میں نہیں دیکھا۔ ناگ، اسے ساتھ لے کر جنگل کے اندھیرے میں سے گزر رہا تھا۔ ناگ نے کہا۔

"یہ باتیں پھر کسی وقت ہوں گی۔ ابھی میرے دو ساتھی بھی تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ تم گھبراؤ نہیں۔ ہم تمہیں تمہارے قبیلے میں پہنچانے کے لیے ہی یہاں آئے ہیں۔ تمہیں مجھ پر شک نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ تم دیکھ رہی ہو کہ کنوئیں کے باہر آدم خوروں کی لاشیں

پڑی ہیں۔"

ریڈ انڈین لڑکی کاجو کے سیاہ بال اندھیرے میں اور بھی سیاہ نظر آ رہے تھے۔ وہ کسی ڈری ہوئی ہرنی کی طرح اندھیرے میں اِدھر اُدھر دیکھتی ناگ کے ساتھ چلی جا رہی تھی۔ وہ خاموش تھی۔ جب ناگ نے درخت کے نیچے آ کر تھیوسانگ اور ماریا کو آواز دی تو کاجو نے پوچھا۔ کہ یہ لوگ کون ہیں؟ ناگ نے کہا۔

"میرے بہن بھائی اور تمہارے دوست ہیں۔"

تھیوسانگ اور ماریا درخت پر سے اُتر آئے۔ انہوں نے اندھیرے میں ریڈ انڈین لڑکی کو دیکھا تو حیران رہ گئے۔ بوڑھی عورت نے بالکل صحیح کہا تھا۔ اس لڑکی کی شکل بالکل کبالی سے ملتی تھی۔ ماریا نے کاجو کی طرف دیکھ کر کہا۔

"تمہارا قبیلہ یہاں کس جگہ ہے؟ ہمیں اس کا کوئی علم نہیں ہے۔"

کاجو نے جنگل کی ایک طرف اشارہ کر کے کہا۔

"اس پہاڑی کے پیچھے ہمارا قبیلہ آباد ہے۔"

وہ کبھی ماریا اور کبھی تھیوسانگ کو تکتی تھی۔ ناگ نے کہا۔

"کاجو! ہمارے ساتھ آؤ۔ ہم نہیں تمہارے قبیلے

تک لیے چلتے ہیں۔"

ریڈ انڈین لڑکی کاجو نے کوئی جواب نہ دیا اور ناگ تھیوسانگ ماریا کے آگے آگے چلنے لگی۔ جنگل آگے جا کر اور زیادہ گھنا ہو گیا۔ ایک ندی آ گئی۔ انہوں نے تیر کر ندی پار کی اس کے آگے ایک گہری گھاٹی تھی۔ جس میں ایک آبشار گر رہی تھی۔ کافی دیر تک وہ گھاٹی میں چلتے رہے۔ گھاٹی سے باہر نکلے تو سامنے چھوٹی پہاڑی آ گئی۔ اس پہاڑی کے پار کاجو کا قبیلہ تھا۔ رات کے پچھلے پہر تک وہ پہاڑی پر سفر کرتے رہے۔ آخر پہاڑی کی دوسری طرف پہنچے تو ڈھلان پر درختوں کے جُھنڈ کے جُھنڈ پھیلے ہوئے تھے۔ پو پھٹ رہی تھی۔ وہ دیودار کے گنجان درختوں میں سے گزر رہے تھے۔ کہ اچانک ایک طرف سے ایک تیر ان کے قریب ہی درخت کے تنے سے آ کر لگا۔ تھیوسانگ اور ماریا پیچھے ہٹ گئے۔

ناگ نے کہا۔

"یہ دشمن کے لوگ ہیں۔"

کاجو بولی۔

"یہ میرے قبیلے کے آدمی ہیں۔"

پھر اس نے حلق میں سے بلند آواز نکالی۔ یہ آواز کسی چیخ

سے ملتی جلتی تھی۔ چیخ کی آواز سنتے ہی درختوں میں سے کتنے ہی ریڈ انڈین ہاتھوں میں تیر کمان لیے نکل کر سامنے آگئے۔ وہ کاجو کو دیکھ کر خوشی سے نعرے لگانے لگے۔ پھر انہوں نے ناگ وغیرہ کے بارے میں پوچھا۔ کاجو نے انہیں بتایا کہ وہ اِن کے دوست ہیں اور وہی اِسے دشمن کی قید سے چھڑا کر لائے ہیں۔

وہ جنگل میں سے گزرتے کاجو کے قبیلے کی جھونپڑیوں میں آگئے۔ ہر طرف شور مچ گیا کہ سردار کی بیٹی آگئی ہے۔ سردار اور اس کی بیوی اپنی جھونپڑی سے نکل کر اس کی طرف بڑھے۔ انہوں نے کاجو کو گلے لگا لیا۔ ماں اپنی بیٹی کو بار بار پیار کر رہی تھی۔ کاجو نے ناگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"بابا! یہ لوگ اپنی جان پر کھیل کر مجھے دشمن کے جنگل سے چھڑا کر لائے ہیں۔"

سردار نے ناگ ماریا تھیوسانگ کی بڑی عزت افزائی کی۔ ان کی خوب خاطر داری کی گئی۔ انہیں چشمے پر عورتوں نے نہلایا۔ انہیں اعلیٰ اور میٹھے پھل کھانے کو اور مشروب پینے کو دیا گیا۔ دوپہر کے بعد قبیلے کے لوگوں نے کاجو کی واپسی پر جشن منایا اور ڈھول کی تھاپ پر آگ کے گرد خوب

رقص کیا۔

ماریا تھیوسانگ اور ناگ ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے۔ دن کی روشنی میں کاجو انہیں رقص کرتی صاف نظر آرہی تھی۔ تھیوسانگ بولا۔

"میں حیران ہوں کہ یہ کیا راز ہے؟ اس لڑکی کی شکل اہرام میں بند دُکھی باپ کی بیٹی کبالی کے مجسمے سے اتنی زیادہ ملتی ہے کہ کسی قسم کا شک ہو ہی نہیں سکتا۔ ہماری خلائی دنیا میں ایسا نہیں ہوتا کہ ایک روح ہزاروں سال بعد پھر اسی شکل میں کسی دوسری جگہ پیدا ہو جائے۔"

ناگ نے کہا۔

"ہندوستان میں ہندو قبیلے آباد ہیں ان کے ہاں ایسا ہوتا آیا ہے۔ یہ اِن ہندوؤں کا اعتقاد ہے۔ اور جس چیز پر آدمی کا اعتقاد پختہ ہو جائے پھر وہ بات ہو کر رہتی ہے۔"

ماریا کہنے لگی۔

"وہ تو ٹھیک ہے مگر اب سوال یہ ہے کہ ہمیں اس ریڈ انڈین لڑکی کبالی عرف کاجو کو یہ بتانا ہے کہ اصل میں اس کا باپ پایان ہے جو اِسے آج سے دس ہزار

برس پہلے اپنے بربط پر لوری سنایا کرتا تھا۔ یوں اس کی
یادوں کو بیدار کر کے ہمیں اسے یہاں سے نکال کر لے جانا۔"
ناگ، نے کہا۔

"یہ لڑکی سردار کی بیٹی ہے اور اسے یہاں سے نکال کر لے جانا
اتنا آسان نہیں ہے۔ خواہ لڑکی کی مرضی ہی کیوں نہ ہو۔
اس کا سردار باپ اِسے ہرگز یہاں سے نہیں جانے دے گا۔"
ماریا کہنے لگی۔

"پہلے ہم کاجو سے اس کے اصلی باپ کے بارے
میں بات تو کریں۔ میرا مطلب ہے اِسے بربط پر
لوری تو سنا کر دیکھی جائے کہ اس کی یادداشت
بیدار بھی ہوتی ہے کہ نہیں۔"
تھیوسانگ بولا۔

"اس کی یادداشت تو ضرور بیدار ہو جائے گی۔ سوال
یہ ہے کہ بربط پر لوری اِسے کہاں سنائی جائے؟"
ماریا نے سوچ کر کہا۔

"میں جنگل میں سیر کے بہانے کاجو کو لے جاؤں
گی۔ تم پیچھے آنا اور اچانک جنگل میں ہم سے مل جانا
پھر اس کے سامنے سارا بھید کھول دیں گے۔"

یہ تجویز تینوں کو پسند آئی۔ شام کے وقت جب قبیلے
کے لوگ مختلف کاموں میں لگے تھے اور عورتیں کھانا وغیرہ

لگانے میں مصروف تھیں ماریا نے کاجو سے کہا کہ میرا جنگل کی
سیر کو دل چاہتا ہے۔ کاجو بھلا کیسے انکار کر سکتی تھی۔ وہ ماریا
کو ساتھ لے کر جنگل کی طرف نکل گئی۔ جب وہ ایک چشمے کے پاس
پہنچیں تو سوچی سمجھی سکیم کے مطابق تھیوسانگ اور ناگ بھی
وہاں آ گئے اور بولے کہ ہم بھی جنگل کی سیر کر رہے ہیں۔
کاجو انہیں بتانے لگی کہ اس چشمے کے پانی میں یہ تاثیر ہے
کہ اگر کوئی اِسے ایک سال تک پیتا رہے تو اس کی عمر ایک
ماہ بڑھ جاتی ہے۔ اِتنے میں تھیوسانگ نے بربط نکال لیا۔
کاجو نے بربط کو دیکھا اور بولی۔

"یہ کون ساز ہے؟ کیا تم اس پر گاتے ہو؟"
تھیوسانگ نے کہا۔

"ہاں! میں اس پر ایک لوری کی دُھن بجایا کرتا۔
ہوں۔ جو مجھے بہت پسند ہے۔ کیا تم سنو گی؟"
جنگلی لوگ میوزک کے بڑے شیدائی ہوتے ہیں۔ کاجو
نے کہا۔

"میں ضرور سنوں گی۔"
تھیوسانگ نے بربط پر انگلیاں پھیریں۔ اور لوری کی
دُھن بجانے لگا۔ ناگ اور ماریا بڑے غور سے کاجو کے
چہرے کی طرف تک رہے تھے۔ انہوں نے محسوس کیا۔

کہ لوری کی دُھن کا اثر کاجو کے چہرے سے ظاہر ہو رہا
ہے۔ وہ بڑے غور سے لوری کی دُھن سُن رہی تھی۔ پھر
اُس کا سانس کچھ تیز ہو گیا۔ وہ کچھ گھبرا سی گئی اور جلدی سے
اپنا ہاتھ بربط پر رکھ کر بولی۔

"اِس دُھن سے میرا دل گھبرا رہا ہے۔ اِسے بند
کر دو۔"

تھیوسانگ نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں اور
بولا۔

"کاجو! یاد کرو کہ تم نے یہ دُھن پہلے کہاں سنی تھی؟"

کاجو خاموش رہی۔ وہ تھیوسانگ کے بربط کو غور سے
دیکھ رہی تھی۔ آہستہ سے بولی۔

"یہ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔ لگتا ہے یہ دُھن بہت
عرصہ ہوا کہیں سنی تھی؟ یاد نہیں آ رہا۔"

ماریا نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ دیا اور بولی۔

"کاجو! یاد کرو۔ اگر تمہیں یاد نہیں آتا تو میں بتائے
دیتی ہوں۔ تھیوسانگ لوری کی دُھن پھر بجاؤ۔"

تھیوسانگ نے بربط پر پھر وہی دُھن بجانی شروع کر
دی۔ کاجو کا چہرہ ایک دم سنجیدہ ہو گیا۔ وہ کچھ یاد کر رہی
تھی۔ مگر اسے کچھ بھی یاد نہیں آ رہا تھا۔ تھیوسانگ نے بربط

کی دُھن اور تیز کر دی۔ ماریا نے کاجو کے کان کے پاس منہ لے
جا کر کہا۔

"کاجو! لوری کی یہ دُھن تمہارا باپ تمہیں سنایا کرتا
تھا۔ آج سے ہزاروں سال پہلے۔ اس ملک میں ایک
شہر ہوتا تھا۔ اس کی ایک حویلی میں تم اپنے باپ
کے ساتھ رہتی تھیں۔ رات کو جب تم سونے لگتیں تو
تمہارا باپ تمہیں ایسے ہی ایک بربط پر لوری کی دُھن
بجا کر سناتا تھا۔ اور تمہیں نیند آ جاتی تھی۔ تمہارا
باپ تم سے بے پناہ پیار کرتا تھا۔ پھر تمہیں ڈاکو اُٹھا
کر لے گئے۔ اور خدا جانے تم کہاں مر گئیں۔ پھر تمہارے
جنم شروع ہوئے۔ اور اس سے پہلے تم اسی ملک
کے ایک شہر کی حویلی میں بوڑھی ہو کر فوت ہوئی ہو۔
ہم تمہارے پاس بیٹھے تھے۔ اور تم نے یہ نیا جنم
لیا ہے۔ تمہارا اصلی نام کبالی ہے۔ کبالی! کبالی! ــــ
اپنے دُکھی باپ پایان کی اکلوتی بیٹی کبالی ــــ"

کاجو کے چہرے کا تاثر بدلنے لگا۔ تھیوسانگ نے بربط
کی دُھن آہستہ کر دی۔ اچانک کاجو نے تھیوسانگ کا
ہاتھ تھام لیا اور گھبرا کر جذباتی انداز میں بولی۔

"میرا باپ کہاں ہے؟ مجھے میرے باپ نے

ملا دو - مجھے میرے باپ سے ملا دو۔"

اور وہ اپنے باپ کو یاد کر کے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی - اس کی یادداشت بیدار ہو گئی تھی - تھیوسانگ نے بربط بجانا بند کر دیا - ناگ اور ماریا بڑے خوش ہوئے - ماریا نے کاجو عرف کبالی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور بولی -

"کبالی! تمہارا بوڑھا باپ تمہاری جدائی میں مُردوں سے بدتر زندگی بسر کر رہا ہے - وہ اہرام کے اندر ایک تابوت میں بند ہے - اُس نے تمہارا مجسمہ میز پر سجا رکھا ہے اور ہر رات تمہاری یاد میں بربط پر یہی لوری بجاتا ہے اور تمہیں یاد کر کے روتا رہتا ہے - تمہیں بے چین ہو کر آوازیں دیتا ہے - یہ سب اس وجہ سے ہے کہ تم اِس سے زبردستی جدا کر دی گئیں تھیں۔"

کاجو یعنی کبالی کے آنسو نہیں تھمتے تھے - وہ اپنے باپ کو یاد کر کے ہچکیاں لے لے کر رو رہی تھی - ناگ تھیوسانگ ماریا نے اِسے حوصلہ دیا اور کہا -

"ہمیں تمہارے باپ نے ہی تمہارے پاس بھیجا ہے کبالی - ہم تمہیں لینے کے لیے ہی آئے ہیں - ہم تمہاری تلاش میں دربدر بھٹکتے پھر رہے تھے۔"

کبالی اٹھ کھڑی ہوئی اور بے تابی سے بولی -

"مجھے میرے پیارے باپ کے پاس لے چلو - میں اسے ایک نظر دیکھنا چاہتی ہوں - میں اسے بتانا چاہتی ہوں کہ میں زندہ ہوں - وہ میرے لئے آنسو نہ بہائے۔"

ناگ نے کہا -

"ہم اس وقت چلنے کو تیار ہیں مگر تمہارے قبیلے والوں کو پتہ چل گیا - تو وہ ہمارا تعاقب کر کے تمہیں پکڑ لیں گے - اور ہمیں مار ڈالیں گے۔"

کبالی کاجو کہنے لگی -

"میں اب نہیں جانتی یہ قبیلے والے کون ہیں - میں اپنے اصلی باپ کے پاس جانے کو بے تاب ہوں - میں تمہیں ایسے راستے سے لے چلوں گی کہ یہ جنگلی لوگ ہماری گرد کو بھی نہیں پہنچ سکیں گے۔"

تھیوسانگ نے کبالی کو بتایا کہ بیلا تریل کا مشہور اہرام مایا کھنڈرات میں واقع ہے اور یہاں سے کافی فاصلے پر ہے -

کبالی بولی -

"میں اہرام کو دیکھ چکی ہوں - میں سارے راستے سے واقف ہوں مگر ہمیں اپنے ساتھ دو تین خنجر

اور زہریلے تیر لے جانے ہوں گے۔ تم اسی چشمے پر
بیٹھو۔ میں یہ سب کچھ لے کر آتی ہوں۔"

کبالی بہت جذباتی ہو رہی تھی اور جب آدمی جذبات میں ہو تو اس سے اکثر غلط فیصلے ہو جاتے ہیں۔ ماریا نے کبالی سے کہا۔

"کبالی! بہتر ہو گا کہ ہم رات کے اندھیرے میں جب سب لوگ سو رہے ہوں گے ہم اس جنگل سے فرار ہوں۔ قبیلے کے لوگ سو رہے ہوں گے اور ہم راتوں رات بہت دور نکل چکے ہوں گے۔"

تھیوسانگ اور ناگ نے بھی کبالی کو یہی مشورہ دیا کبالی مان گئی۔ طے یہ پایا کہ اسی رات جب قبیلے کے سب لوگ سو جائیں تو یہاں سے فرار اختیار کیا جائے گا۔ یہ لوگ، واپس جھونپڑوں میں آ گئے۔ کبالی کے پچھلے جنم کی یادیں بیدار ہو جانے کی وجہ سے وہ بہت اداس اور خاموش تھی۔ وہ اپنے ہزاروں برس پہلے کے دکھی اور غم زدہ باپ کی یادوں میں گم تھی۔ اس کے ذہن میں وہی لوری گونج رہی تھی جو اسے اس کا باپ ہزاروں برس پہلے جب وہ چھوٹی سی تھی اپنے بربط پر سنا کر سلایا کرتا تھا۔ دوسری طرف تھیوسانگ ماریا اور ناگ بھی ہوشیار تھے۔

کبالی یعنی کانو نے ایک تھیلے میں تین خنجر ایک کمان اور دس پندرہ زہریلے تیر اور کچھ سوکھا گوشت ڈال کر جھونپڑے

کے پیچھے ایک گڑھے میں چھپا دیا تھا۔ جب رات ہو گئی تو تھیوسانگ ماریا اور ناگ اپنی جھونپڑی میں آ کر لیٹ گئے۔ وہ جاگتے رہے اور اپنے سفر کے بارے میں آہستہ آہستہ گفتگو کر رہے تھے۔ جو ان کے سامنے تھا۔ یہ ایک طویل سفر تھا۔ پورے براعظم برازیل کا سفر تھا۔ رات آہستہ آہستہ گزرتی جا رہی تھی۔ کبالی بھی اپنی جھونپڑی میں اپنی ماں کے پاس ہی فرش پر ہرن کی کھال بچھائے لیٹی ہوئی تھی۔ وہ بھی جاگ رہی تھی۔ جب رات بہت گہری ہو گئی۔ باہر ہر طرف خاموشی چھا گئی اور کبالی کی ماں کے ہلکے ہلکے خراٹے گونجنے لگے تو کبالی آہستہ سے اپنے بچھونے سے اٹھی۔ اس نے گردن گھما کر اندھیرے میں اپنی ماں کی طرف دیکھا وہ گہری نیند سو رہی تھی۔ پھر آہستہ سے اٹھی اور جھونپڑی سے باہر اندھیری رات میں نکل گئی۔

باہر سناٹا ہی سناٹا تھا۔ الاؤ میں جلنے والی آگ سرد پڑ گئی تھی۔ کئی آدم خور جانگلی باہر گھاس پر ادھر ادھر سو رہے تھے۔ وہ بے سدھ پڑے ہوئے تھے اور خراٹے لے رہے تھے۔ کبالی دبے پاؤں چلتی جھونپڑی کے پیچھے گئی۔ یہاں گڑھے میں چھپایا ہوا تھیلا نکال کر بغل میں دبایا اور درختوں کے نیچے سے ہوتی ہوئی اس جھونپڑی میں آ گئی جہاں ناگ

تھیو سانگ اور ماریا اس کا پہلے ہی سے انتظار کر رہے تھے۔ کبالی نے سرگوشی میں کہا۔

"ہمیں نکل چلنا چاہیئے۔"

ماریا تھیو سانگ اور ناگ جلدی سے اُٹھے۔ اور سب کے سب جھونپڑی سے نکل کر تیز تیز قدموں سے وادی کے جنگل میں اس طرف چلنے لگے۔ جدھر ندی بہہ رہی تھی۔ انہوں نے تھوڑی دُور جانے کے بعد بھاگنا شروع کر دیا۔ کبالی اس سارے علاقے سے واقف تھی۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ قبیلے کے لوگ رات کو کس طرف پہرہ دیتے ہیں اور کس طرف راستہ صاف ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ اسی راستے سے انہیں لے جا رہی تھی۔ ندی تک وہ بھاگتے رہے۔ ندی پر جا کر کبالی بھی تھک گئی تھی۔ تھیو سانگ اور ناگ تو نہیں تھکے تھے۔ مگر ماریا چونکہ اپنی اصلی طاقت سے محروم تھی اس لیے اِسے بھی تھکان ہو گئی تھی۔

ندی پار کرنے کے بعد وہ دوسرے کنارے پر تھوڑی دیر دم لینے کو رکے۔ یہاں کبالی نے انہیں بتایا کہ صبح ہونے سے پہلے پہلے وہ اِس وادی سے نکل جائیں گے۔ کبالی نے انہیں بتایا کہ وہ انہیں جس راستے سے لے جا رہی ہے اس طرف دشمن قبیلے کے آدم خوروں کے ملنے کا بھی امکان نہیں

ہے۔ یہ بڑی اچھی بات تھی۔ کچھ دیر آرام کرنے کے بعد انہوں نے پھر سے اپنا سفر شروع کر دیا۔ ابھی صبح نہیں ہوئی تھی کہ یہ لوگ وادی سے باہر نکل آئے۔ اب اِن کے سامنے دریائے ایمزان کا چوڑا پاٹ تھا۔ کبالی نے کہنے لگی۔

"یہاں سے کچھ دُور ایک گاؤں ہے۔ وہاں سے ایک بڑی کشتی مسافروں کو پار لے جاتی ہے۔ ہمیں وہاں جانا ہو گا۔"

ماریا نے پوچھا کہ وہاں اس پر کسی کو شک تو نہیں ہو جائے گا۔ اس پر کبالی نے کہا کہ گاؤں کے لوگ اُسے بالکل نہیں جانتے۔ کیونکہ وہ صرف ایک بار ہی گاؤں آئی تھی۔ وہ دریا کے کنارے کنارے چلنے لگے۔ جب وہ گاؤں کے گھاٹ پر پہنچے تو سورج طلوع ہو چکا تھا۔ اور اس کی سنہری روشنی ہر طرف پھیلی تھی۔ دریا کے کنارے گھاٹ پر ایک بڑی کشتی کھڑی تھی۔ اس میں کچھ دیہاتی مسافر بیٹھے ہوئے تھے۔ ملاح گھاٹ پر کھڑا دوسرے مسافروں کا انتظار کر رہا تھا۔ تھیو سانگ نے قریب جا کر اِسے چاندی کا ایک سکہ دیا۔ ملاح بہت خوش ہوا۔ تھیو سانگ کے پاس ابھی چند ایک چاندی کے سکے باقی تھے۔ وہ کشتی میں سوار ہو گئے۔ اور کشتی دریا میں اتر گئی۔

دریائے ایمزان بہت چوڑا دریا تھا۔ انہیں دریا پار کرنے میں پورا آدھ گھنٹہ لگ گیا۔ دھوپ کافی نکل آئی تھی اور سامنے سنگلاخ پتھریلا میدان تھا۔ فضا میں ہلکی ہلکی تپش آگئی تھی۔ کبالی نے کہا۔

"یہاں ہمیں خچروں کا بندوبست کرنا ہوگا۔ ہم پیدل اتنا لمبا سفر نہیں کر سکیں گے۔"

تھیو سانگ نے پوچھا کہ خچر کہاں ملیں گے؟ کبالی کہنے لگی۔

"وہ سامنے جو ٹیلے ہمیں نظر آتے ہیں۔ اِن کے دامن میں ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ وہاں سے ہمیں خچر مل جائیں گے۔"

وہ اس گاؤں کی طرف چل پڑے۔ تھیو سانگ نے چاندی کے سات سکے دے کر تین خچر خرید لیے۔ ایک خچر پر ماریا اور کبالی سوار ہو گئی۔ ایک پر ناگ اور دوسرے پر تھیو سانگ بیٹھ گیا۔ اور یوں یہ چھوٹا سا قافلہ برازیل کے وسطی خطرناک سنگلاخ میدانوں کے سفر پر چل نکلا۔ دوپہر تک وہ ٹیلوں کے درمیان کچے راستے پر آہستہ آہستہ سفر کرتے رہے۔ دوپہر کو انہوں نے ایک جگہ بیٹھ کر تھوڑا گوشت کھایا۔ چھاگل سے پانی پیا اور خچروں کو ایک چھوٹے سے تالاب پر سے پانی پلایا۔ اور دوبارہ سفر شروع کر دیا۔ [illegible] کہ وہ ایک

پہاڑی چشمے پر آ کر رک گئے۔ یہاں انہوں نے خچروں کو کھول دیا کہ خود ہی چریں اور پانی پی کر تازہ دم ہوں۔ ماریا اور کبالی ایک طرف کمبل بچھا کر لیٹ گئیں اور تھیو سانگ اور ناگ دوسری طرف پتھروں کے پیچھے کمبل بچھا کر لیٹ گئے اور باتیں کرنے لگے۔

آسمان تاروں سے بھرا ہوا تھا۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ کبالی تو لیٹتے ہی سو گئی۔ ماریا بھی اس کے پاس ہی کمبل پر لیٹی تھی اسے بھی نیند آنی شروع ہو گئی کیونکہ وہ غائب رہنے والی ماریا نہیں تھی۔ صرف تھیو سانگ اور ناگ ہی جاگ رہے تھے۔ جب رات گزر گئی تو تھیو سانگ نے آہستہ سے ناگ کے کاندھے کو ہلایا۔ ناگ نے نیم اندھیرے میں تھیو سانگ کی طرف لیٹے لیٹے دیکھا اور پوچھا۔ کیا بات ہے۔ تھیو سانگ نے اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا اور کان میں جھک کر سرگوشی کی۔

"آدمی ہماری طرف بڑھ رہا ہے۔"

تھیو سانگ اور ناگ دونوں کمبل پر بالکل سیدھے لیٹے آسمان کو تک رہے تھے۔ ناگ نے کان لگا کر سنا۔ اسے قدموں کی چاپ کی آواز سنائی دی۔ یہ دو آدمیوں کے پاؤں کی آواز تھی۔ پھر اس نے اندھیرے میں سامنے والے بڑے بڑے پتھروں کے پیچھے سے دو انسانی سایوں کو ابھرتے دیکھا۔ دونوں انسانی سائے آہستہ آہستہ ان کی طرف بڑھ رہے تھے۔ دونوں کے ہاتھوں میں تلواریں تھیں۔ ستاروں کی

دھیمی روشنی میں تلواریں ایک بار چمک سی گئیں۔ ناگ نے تھیو سانگ سے بہت ہی آہستہ سے کہا۔

"میں جا رہا ہوں۔"

اور دوسرے ہی لمحے ناگ کی جگہ ایک سیاہ رنگ کا انڈین کوبرا سانپ کنڈلا مارے پھن اٹھائے بیٹھا تھا۔ سانپ کھسک کر پیچھے غائب ہو گیا۔ تھیو سانگ چپ چاپ اپنی جگہ پر لیٹا رہا۔ اس کی آنکھیں تھوڑی تھوڑی کھلی تھیں۔ دونوں انسانی سائے اس کے قریب آ کر رک گئے ایک نے تھیو سانگ کے سینے پر تلوار کی نوک رکھ دی اور کہا

"جو کچھ ہے نکال کر رکھ دو یہاں۔"

اچانک دوسرا آدمی بولا۔

"ادھر دو عورتیں بھی ہیں۔ تم انہیں بیچ کر دولت کما سکتے ہیں۔"

اور دوسرا انسانی سایہ تلوار لئے اچھل کر کبالی اور ماریا کی طرف دوڑا۔ مگر کبالی اس سے پہلے ہوشیار ہو چکی تھی۔ اس کی ساری زندگی جنگل میں دشمن سے مقابلہ کرتے گزری تھی۔ اس سے پہلے کہ ڈاکو اس کے قریب پہنچتا کبالی کے کمان سے زہریلا تیر نکل کر ڈاکو کی گردن میں آدھا کھب چکا تھا۔ اس تیر کے زہر میں یہ اثر تھا کہ وہ انسان کے خون میں شامل ہوتے ہی اس کے سفید خلیوں کو تباہ کر کے اعصاب کو مفلوج کر دیتا تھا۔ جس کی وجہ سے آدمی بے حس ہو کر گر پڑتا اور پھر یہ زہر اسے ہلاک کر دیتا تھا۔ ڈاکو بھی زہریلا تیر کھا کر دھڑام سے

نیچے گرا۔ اس کے گرنے کی آواز سن کر اس کا ساتھی اس کی طرف تلوار لیے بھاگا۔ مگر اب تو کبالی ہوشیار ہو چکی تھی۔ اب کیسے ہو سکتا تھا کہ وہ دوسری بار حملہ نہ کرتی۔

اس کی کمان سے دوسرا تیر بھی نکل چکا تھا۔ جو دوسرے ڈاکو کی چھاتی میں لگا۔ بدقسمتی سے یہ تیر اس ڈاکو کی چمڑے کی صدری پر لگ کر نیچے گر پڑا۔ اور اس سے پہلے کہ کبالی دوسرا تیر چلاتی ڈاکو نے تلوار اس کی گردن پر رکھ دی تھی۔ ماریا کی گردن پر اس نے اپنا پاؤں رکھ دیا اور بولا۔

"خبردار! اگر حرکت کی تو جان سے مار دوں گا۔"

پھر ڈاکو نے ماریا کو حکم دیا کہ اٹھ کر اپنے ساتھی یعنی تھیو سانگ کے ہاتھ پیر باندھ دے۔ ماریا نے کہا۔

"ابھی باندھے دیتی ہوں۔"

ماریا رسی لے کر تھیو سانگ کی طرف گئی۔ ڈاکو نے کبالی کی گردن پہ تلوار اس طرح رکھی تھی کہ ذرا سے اشارے پر وہ اس کی گردن کاٹ سکتا تھا۔ ماریا نے تھیو سانگ کے قریب جا کر کہا۔

"ناگ کہاں ہے؟"

تھیو سانگ نے آہستہ سے جواب دیا۔

"کہاں ہو سکتا ہے؟ وہ اس اکلوتے ڈاکو کی خبر لینے گیا ہو گا۔"

ڈاکو نے چلا کر کہا۔

"خبردار! بکواس بند رکھو۔"

لیکن اس عرصے میں ناگ سانپ کی شکل میں اس کے چمڑے کے جوتے پر سے رینگ کر اس کے چمڑے کی صدری کے پیچھے آگیا تھا۔ اور آہستہ آہستہ اس کی گردن کی طرف رینگتا چلا جا رہا تھا۔ صدری کا چمڑا کافی موٹا تھا۔ ڈاکو کو محسوس نہ ہوا۔ لیکن جب ناگ نے اس کی گردن کے پاس جا کر زور سے پھنکار ماری۔ تو اس نے گھبرا کر اپنا ہاتھ گردن پر مارا۔ ناگ اسے ڈس چکا تھا۔ ناگ اپنے پورے زہر سے اسے ڈس چکا تھا۔

اس کی آواز بھی نہ نکل سکی۔ کیونکہ ناگ کے زہر نے سب پہلے ڈاکو کا گلا گھونٹ دیا تھا۔ وہ گر پڑا کبالی نے چلا کر کہا۔

"ماریا! ادھر آجاؤ۔ ڈاکو کو سانپ نے ڈس دیا ہے۔"

کبالی اٹھ کر زہریلے سانپ کے پیچھے دوڑی۔ اس نے ستاروں کی دھیمی دھیمی روشنی میں سانپ کو رینگ کر جھاڑیوں کی طرف جاتے دیکھ لیا تھا۔ اس نے سانپ پر خنجر پھینکا۔

ماریا نے آواز دی۔

"کبالی! سانپ کو نہ مارنا۔"

لیکن اتنی دیر میں ناگ جھاڑیوں میں سے ہو کر ٹیلے کی جانب جا چکا تھا۔ کبالی پلٹ کر ماریا کے قریب آگئی اور اور بولی۔

"ناگ کہاں ہے؟ سانپ تو بھاگ گیا۔ مگر یہ سانپ ہمارے لیے رحمت بن کر آیا تھا۔"

ماریا نے مسکرا کر کہا۔

"اسی لیے تو میں نے تمہیں کہا تھا کہ سانپ کو کچھ نہ کہنا۔"

"مگر ناگ کہاں ہے؟" کبالی نے پوچھا۔

اتنے میں سامنے سے ناگ بھی آگیا۔ آتے ہی بولا۔

"دوسرا ڈاکو کہاں ہے؟"

کبالی نے طنز کیا۔

"تم تو بھاگ گئے تھے۔ ناگ بھیا۔ دوسرے ڈاکو کا کیوں پوچھتے ہو۔ ہماری قسمت اچھی تھی کہ خدا نے عین وقت پر ایک سانپ ہماری مدد کو بھیج دیا۔ ورنہ ہم سارے پھنس گئے تھے۔"

ناگ نے کھسیانا سا ہو کر کہا۔

"میں تو اوپر سے جا کر ڈاکو پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔"

کبالی نے کہا۔

”تم واقعی بہت بزدل ہو ناگ۔ بھیا! مصیبت میں ہمیں چھوڑ کر بھاگ گئے“۔

ناگ کو غصّہ تو آیا مگر غصّہ پی کر رہ گیا۔ تھیوسانگ اور ماریا نے کہا کہ ناگ بزدل نہیں ہے کبالی۔ وہ دوسری طرف سے آکر ڈاکو کو پکڑنا چاہتا تھا۔

کبالی بولی۔

”چلو اچھا میں یہی سمجھ لیتی ہوں کہ ناگ بھیا بڑے بہادر ہیں“

اور وہ ہنسنے لگی۔ انہوں نے ڈاکوؤں کی لاشوں کو وہیں رہنے دیا۔ کبالی نے انہیں بتایا کہ یہ ڈاکو بڑے خونی ہوتے ہیں۔ اور مردوں کو لوٹ کر مار ڈالتے ہیں اور عورتوں کو پکڑ کر لونڈیاں بنا کر بیچ دیتے ہیں۔ وہ اٹھ کر اس ٹیلے کے پیچھے گئے۔ جدھر سے ڈاکو آئے تھے۔ ٹیلے کے پیچھے دونوں ڈاکوؤں کے دو گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔ ایک گھوڑے پہ پانی سے بھری ہوئی بڑی چھاگل اور ایک تھیلا بھی تھا جس میں جوار کی روٹیاں بندھی تھیں۔

یہ خوراک ان کے لیے بڑی مفید تھی۔ انہوں نے خچروں کو بھی ساتھ رکھا اور اب الگ الگ سوار ہو کر اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔ باقی رات وہ ٹیلوں میں گھوڑوں خچروں پر

سوار سفر کرتے رہے۔ سورج کی کرنیں دور پتھریلے ٹیلوں میں سے ابھریں تو آگے ایک چھوٹا سا دریا آگیا۔ انہوں نے گھوڑوں پر بیٹھ کر ہی دریا عبور کر لیا۔ اسی طرح تین راتیں اور چار دن تک سفر کرتے کرتے آخر انہیں دور — بہت دور مایا کے کھنڈراتی میدان میں اہرام دکھائی دیا۔

”کیا میرا پیارا باپ اس اہرام کے اندر دفن ہے؟“

ماریا نے کہا۔

”ہاں کبالی! وہ اسی اہرام میں تمہارا انتظار کر رہا ہے۔ وہ بہت ہی بوڑھا ہو چکا ہے۔ وہ ہزاروں برس سے تمہاری راہ دیکھ رہا ہے“۔

کبالی کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ ماریا نے اسے اپنے ساتھ لگا لیا اور حوصلہ دیا۔

”تم اب اپنے باپ سے ملنے والی ہو کبالی۔ تمہیں تو خوش ہونا چاہیئے“۔

تھیوسانگ نے کہا۔

”تمہارا باپ تمہیں دیکھ کر کس قدر خوش ہوگا۔ اس کا تم اندازہ نہیں لگا سکتیں کبالی۔ ہم نے تمہاری یاد میں اسے بچوں کی طرح آنسو بہاتے دیکھا ہے“

کبالی کی آنکھوں سے آنسو نہیں تھمتے تھے۔ وہ گھوڑے پر سوار تھی۔ ماریا اس کے ساتھ ساتھ گھوڑے لیے چل رہی تھی۔ ناگ اور تھیوسانگ اِن کے پیچھے خچروں پر سوار چلے آرہے ہیں۔ ایک خچر پر انہوں نے سامانِ رسد لاد رکھا تھا۔ صبح کی روشنی میں دور اہرام ایک سیاہ مخروطی پہاڑ کی نظر آرہا تھا۔ جوں جوں وہ اس کی طرف بڑھ رہے تھے۔ اہرام بڑا ہوتا جا رہا تھا۔ اُن کا خیال تھا کہ وہ بہت جلد اہرام کے پاس پہنچ جائیں گے مگر انہیں اہرام کے پاس جاتے جاتے سارا دن لگ گیا۔ جب وہ اہرام کے قریب گئے۔ تو رات کا اندھیرا چاروں طرف پھیل چکا تھا۔ اب تھیوسانگ اور ماریا آگے آگے تھے۔ اہرام کی عقبی دیوار کے قریب پہنچ کر وہ گھوڑوں پر سے اتر پڑے۔ ناگ اور کبالی بھی وہاں آگئے۔ کبالی نے اپنے باپ کی خوشبو کو پا لیا تھا۔ وہ بہت اُداس ہو رہی تھی۔ وہ بار بار کہتی۔

"میرا باپ زندہ ہوگا ناں؟ میں اسے مل سکوں گی کیا؟ وہ مجھے بیٹی کہہ کر بلائے گا کیا؟"

ماریا نے کہا۔

"کیوں نہیں کبالی۔ تمہارا باپ تم سے ضرور بات کرے گا۔"

تھیوسانگ نے اتنی دیر میں وہ پتھر تلاش کر لیا جس

کو چھوٹا کر کے انہوں نے اہرام کے اندر داخل ہونا تھا۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ کبالی کو تھیوسانگ کی خفیہ طاقت کا پتہ چلے۔ چنانچہ کسی بہانے ماریا اِسے ذرا پرے لے گئی۔ اور تھیوسانگ نے انگلی سے چھو کر پتھر کی بڑی سِل کو صابن ٹکیا جتنا چھوٹا کر کے باہر نکال لیا۔ وہاں ایک شگاف پیدا ہو گیا۔ تھیوسانگ نے ماریا کو آواز دے کر بلا لیا۔ کبالی نے جھک کر اندر دیکھا اور بولی۔

"اندر بہت اندھیرا ہے"

ماریا نے کہا۔

"ہم تمہارے ساتھ ہیں اور پھر تمہارا پیارا باپ اندر ہے"

کبالی اپنے پیارے باپ کو یاد کر کے بے تاب ہو گئی اور سب سے پہلے اہرام میں اتر گئی۔ ماریا تھیوسانگ اور ناگ بھی تیزی سے اہرام میں اتر گئے۔

- اہرام میں داخل ہونے کے بعد کیا ہوا؟
- بابا کھنڈروں میں بھٹکا ہوا خلائی انسان کون تھا؟
- عنبر اور کیٹی سمندر سے کیسے باہر نکلے؟
- ان کے رونگٹے کھڑے کرنے والے جواب آپ اگلی قسط نمبر ۱۳۷ تابوت والی لڑکی میں پڑھیں گے۔

میرے نام

پیارے انکل اے حمید السلام علیکم

امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ جمعرات کی شب کو پی۔ ٹی۔ وی ایوارڈ کی تقریب گھر میں سب ہی لوگ بہت ذوق و شوق سے دیکھ رہے تھے جب انور مقصود اور ثریا بجیا صاحبہ نے منتخبہ، امیدواروں کے نام لیے تو اے حمید صاحب (آپ کا نام) سن کر میں چونکا مگر جب اسکرین پر آپ کی تصویر دی گئی تو میں فوراً آپ کو پہچان گیا۔ اور صدقِ دل سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے لگا کہ اے اللہ میرے انکل اے حمید کو ایوارڈ دلا دے تیرا بہت کرم ہوگا۔ جب ونر ایوارڈ کا نام لیا گیا تو وہ آپ کا نام تھا۔ اللہ کا شکر ادا کیا۔ ویسے دوسرے لوگوں کی طرح آپ کا چہرہ بہت پرسکون تھا اور کوئی پریشانی عیاں نہیں تھی۔ حالاں کہ اور لوگوں کے چہروں پر تو زلزلے کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ بہر حال میرے دل میں خوشیوں کے گلاب جامن اور لڈو پھوٹنے لگے یا غالباً بٹنے لگے۔ پھر میں نے اسی وقت تمام لوگوں کو آپ کے بارے میں مکمل تفصیل بتائی اور بتاتا ہی گیا کہ بالآخر بہنوں اور بھائیوں نے کہا کہ ارشد اب باقی تفصیل کل صبح بتا دینا۔ اس لیے مجھے خاموش ہو جانا پڑا۔ آپ یقین کریں۔ مجھے اتنی خوشی محسوس ہو رہی تھی کہ گویا ایوارڈ مجھے ملا ہے۔ ظاہر ہے آپ کے تمام قارئین جو آپ کے ناول پڑھتے ہیں انھیں آپ کے برابر ہی خوشی ہوئی ہوگی۔ اسے میری پرزور اپیل یا التجا یا فرمائش یا خواہش سمجھ لیں کہ سب کو مٹھائی کھلائیں اور سب کا منہ میٹھا کروائیں مگر یہ بات کافی مشکل اور وقت طلب ہے اس لیے ایک صورت اور ہے کہ آپ "عنبر ناگ ماریا" کی سیریز نمبر ۱۲۵ یا ۱۳۰ کو انتہائی موٹے ناول کی صورت میں شائع کریں اور اس ضخیم ناول کو ایوارڈ نمبر کا نام دیجیے گا۔ اور اس خط کو آپ اپنے اس ایوارڈ نمبر میں ضرور شائع کریں۔ شکریہ۔ اس دعا کے ساتھ خط ختم کرتا ہوں کہ

آپ ہمیشہ یونہی لکھتے رہیں
اور ہر سال ایوارڈ ونر ہوتے رہیں۔

خدا حافظ

محمد ارشد صدیقی مین بازار گولیمار کراچی ۱۸

پیارے انکل اے حمید السلام علیکم

دیر سے خط لکھنے پر معذرت خواہ ہوں لیکن مجھے امید ہے کہ آپ مجھے پہچان جائیں گے۔ میں نے آپ کو پہلے بھی بہت سے خط لکھے ہیں۔

انکل میں نے نوائے وقت میگزین میں آپ کا امریکہ میں گزرنے والا واقعہ پڑھا۔ پڑھ کر بہت لطف آیا۔ پہلی قسط تو کافی مزیدار تھی آگے دیکھے کیا ہوتا ہے۔ انکل پاکستان کے چھٹے ٹیلی وژن ایوارڈ میں آپ کو دیکھ کر بہت مسرت ہوئی اور اس سے بھی زیادہ تب ہوئی جب آپ کو ایوارڈ ملا۔

اس کے لیئے بہت بہت مبارک ہو۔ اللہ کرے آپ دن دگنی رات چوگنی ترقی کریں اور ہمیشہ فتح سے ہم کنار رہیں۔ آمین۔

انکل میں آپ کے ناول ابھی تک بڑی باقاعدگی سے پڑھ رہا ہوں اور مزید کوشش کروں گا کہ ناغہ نہ پڑے۔ امید ہے کہ آپ بھی اسی باقاعدگی سے لکھتے رہیں گے۔

آخر میں بہت بہت سلام و دعا۔ آپ کے لیئے نیک دعائیں۔

ایوب خاں ۸ ۷ ۲ بیکو روڈ کوٹ لکھپت۔ لاہور۔

پیارے انکل اے حمید صاحب السلام علیکم

پیارے انکل، جمعرات کو رات کے ساڑھے نو بجے چھٹا پاکستان ٹی وی ایوارڈ کا پروگرام لگا۔ جس میں میں نے آپ کو دیکھا تو بے حد خوش ہوا۔ اور جب آپ کے ساتھ دو آدمیوں کے نام لیے گئے تو میرے دل میں پکا یقین ہو گیا تھا کہ ایوارڈ کے حقدار آپ ہیں اور آپ کو حق دار ہونا چاہئے۔ خدا کرے کہ آپ کا نام ہر جگہ سربلند ہو۔ اور آپ اسی طرح سرفراز ہوتے رہیں۔ آمین

آپ کی کتابوں میں ایک قسط سرکٹا ناگ مجھے بے حد پسند آئی۔ خدا کرے کہ آپ ہمارے لیے بلکہ سب کے لیے ایسی ہی اچھی اور دلچسپ کتابیں لکھتے رہیں اور ان میں دین کی باتیں بھی بتاتے رہیں۔ خدا آپ کی عمر دراز کرے اور آپ کو صحت یابی عطا فرمائے آمین ثم آمین

پیارے انکل۔ ہمارے امتحان نزدیک ہیں۔ آپ ہمارے لیے دعا کریں کہ میں امتحان میں کامیاب ہو جاؤں۔ میں آپ کی صحت یابی کے لیے دعا کرتا رہوں گا۔ اگر کوئی غلطی ہو تو معافی چاہتا ہوں۔ والسلام

عبدالستار خان جماعت ششم فارینڈ پبلک سکول مکان نمبر F/۸۹ ہمایڑا بازار تیلی محلہ راولپنڈی۔

جان سے بھی پیارے انکل اے حمید صاحب السلام علیکم

امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خیریت سے ہی رکھے تاکہ آپ ناول لکھتے رہیں اور ہم ناولوں کو پڑھتے رہیں۔ سب سے پہلے جو بات ہے وہ یہ ہے کہ میں آپ کو پی۔ ٹی وی ایوارڈ ملنے کی خوشی میں مبارک باد دیتا ہوں۔

اب میں آتا ہوں ناولوں کی طرف۔ تو مجھے آپ کے لکھے ہوئے ناول۔ چاہ بابل کے قیدی، منحوس مورتیاں اور مانگنی ناگن بہت پسند آئے۔ خدا حافظ۔

سلطان اشرف اقبال ادرز کالونی ولیٹ بندروڈ لاہور

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

۱۰۱	خلائی جہاز کی ممی	۴/۵۰
۱۰۲	غیبی خلائی شیطان	۴/۵۰
۱۰۳	ماریا دوزخ میں	۴/۵۰
۱۰۴	خلائی کمرہ	۴/۵۰
۱۰۵	مُردوں کا سیارہ	۴/۵۰
۱۰۶	خونخوار انسانی کھوپڑی	۴/۵۰
۱۰۷	خطرناک طلسمی روشنی	۴/۵۰
۱۰۸	ہیبت ناک قلعہ	۴/۵۰
۱۰۹	غیبی شیشہ	۴/۵۰
۱۱۰	ماتا دیوی کا گدھ	۴/۵۰
۱۱۱	آدھی عورت آدھا سانپ	۴/۵۰
۱۱۲	عنبر اور خلائی مخلوق	۴/۵۰
۱۱۳	کیٹی اور زندہ لاش	۴/۵۰
۱۱۴	ماریا طوفانی رات میں	۴/۵۰
۱۱۵	خطرناک تجربہ	۴/۵۰
۱۱۶	سانپ کا قیدی	۴/۵۰
۱۱۷	موت کی چھلانگ	۴/۵۰
۱۱۸	مُردے کی موت	۴/۵۰
۱۱۹	قبر کا ہاتھ	۴/۵۰
۱۲۰	جزیرے کا بھوت	۴/۵۰
۱۲۱	خوفناک مقابلہ	۴/۵۰
۱۲۲	ماریا کا چیلا	۴/۵۰
۱۲۳	مینار کا بھوت	۴/۵۰
۱۲۴	انسانی تیندوا	۲/-
۱۲۵	غیبی لاش (خاص نمبر)	۴/۵۰
۱۲۶	خونی راز	۴/۵۰
۱۲۷	سرکٹا ناگ	۴/۵۰
۱۲۸	عنبر کی قبر	۴/۵۰
۱۲۹	چاہ بابل کے قیدی	۴/۵۰
۱۳۰	منحوس مورتیاں	۴/۵۰
۱۳۱	ناگنی ناگن	۴/۵۰
۱۳۲	قبرستان کی ڈراؤنی رات	۴/۵۰
۱۳۳	منگلا دیوی کا زعفران	۴/۵۰
۱۳۴	ماریا کھوپڑی میں	۴/۵۰
۱۳۵	آسیبی چیخ	۴/۵۰
۱۳۶	باپ کی خوشبو	۴/۵۰

عنبر

ناگ

ماریا

کیٹی

اور

ٹلامیٹ

اقرأ

مکتبہ اقرأ

۱۴-بی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور-۸